عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۱ تا ۱۴ شوال ۱۴۱۸ھ بمطابق ۳۰ جنوری تا ۱۲ فروری ۱۹۹۸ء | شمارہ نمبر ۳۶،۳۷

ہر قادیانی کے نام

قادیانیت

نبوتِ محمدیؐ کیخلاف بغاوت

پیغام ہدایت

دعوتِ فکر

مغربی معاشرت کی تقلید

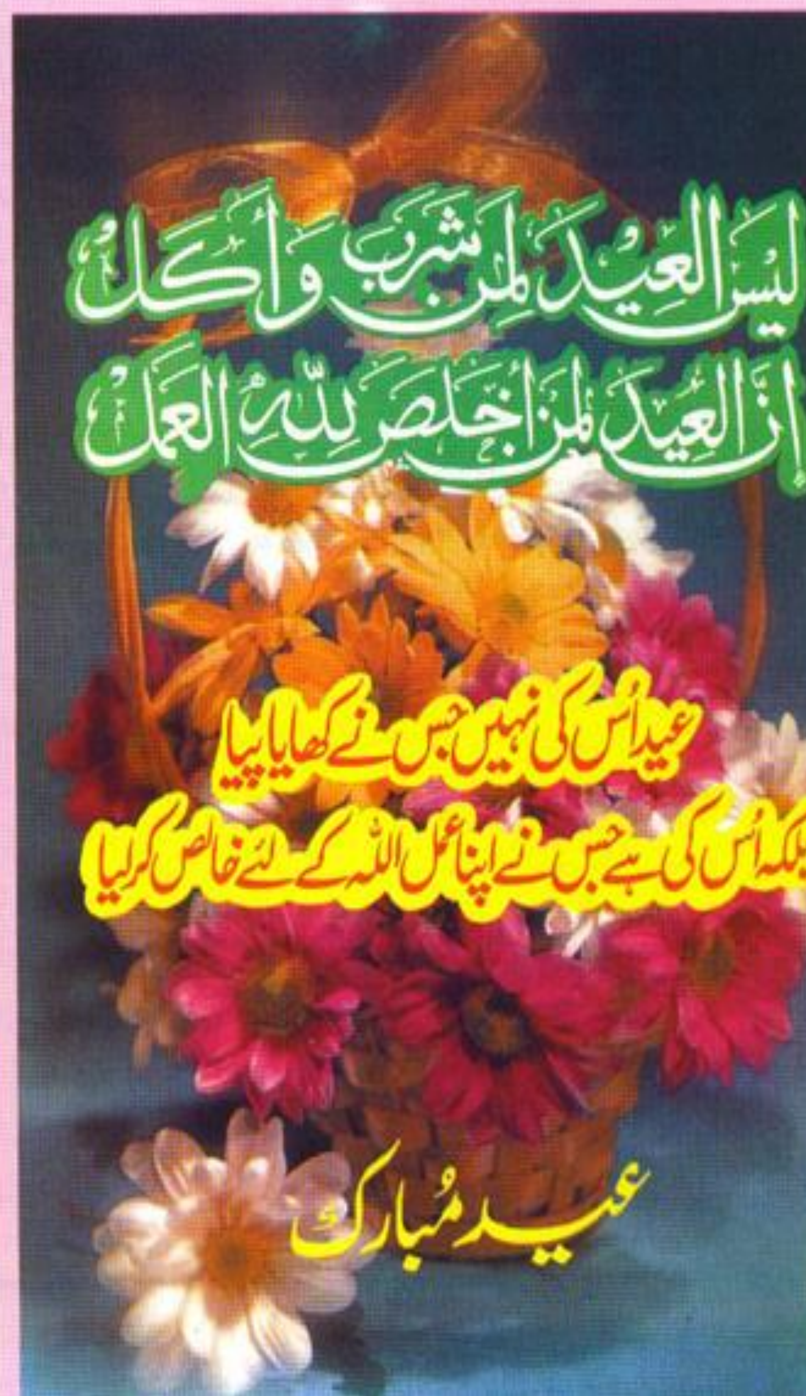

قیمت: ۵ روپے

روز قیامت لوگ باپ کے نام سے پکارے جائیں گے

س...... روزنامہ جنگ کے جمعہ ایڈیشن میں "آپ کے مسائل اور ان کا حل" پڑھا' یہ کالم میں عام طور پر باقاعدگی سے پڑھتا ہوں۔

اس کالم کے تحت آپ نے ایک صاحب کے سوال کا جو جواب دیا ہے میں اس جواب کی ذرا وضاحت چاہتا ہوں' ان کا سوال تھا کیا قیامت کے روز باپ کے نام سے پکارا جائے گا یا ماں کے نام سے؟

بچپن سے ہم سنتے چلے آرہے ہیں کہ قیامت کے روز ہر فرد اپنی ماں کے نام سے پکارا جائے گا لیکن آج پہلی دفعہ میں آپ کے حوالے سے یہ پڑھا کہ قیامت کے روز افراد باپ کی نسبت سے پکارے جائیں گے۔

آپ کے علم میں ہوگا کہ قدیم زمانہ سے لیکر آج تک دنیا کے مختلف ممالک میں ایسے باقاعدہ مراکز ہیں' جہاں عصمت فروشی اور پردہ فروشی کو جائز کاروبار کا درجہ حاصل ہے' اور ایسے مراکز میں ظاہر ہے بچے پیدا ہوں گے تو ایسے بچوں کے باپ قیامت کے روز کون ہوں گے اور کس ولدیت سے ان کو پکارا جائے گا؟

میرے محدود علم کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بطن مریم سے بغیر کسی باپ کے پیدا کیا جو کہ اللہ جل شانہ کی قدرت کا کرشمہ ہے تو عالی قدر ذرا یہ بات مجھے سمجھا دیجئے کہ قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کس ولدیت سے پکارا جائے گا؟

واضح رہے کہ بچپن میں ہم اسی بنا پر یہ سنتے چلے آرہے ہیں کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی باپ نہیں وہ صرف ماں کی اولاد ہیں' اس لئے قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے تمام لوگوں کو ماں کی نسبت سے پکارا جائے گا۔

حضور والا! میرا اس ناقص ذہن میں آنے والے ان دو سوالوں کا جواب دے کر میرے علم میں اضافہ فرمائیں۔

ج...... عام شہرت تو اسی کی ہے کہ لوگ قیامت کے دن اپنی ماؤں کی نسبت سے پکارے جائیں گے لیکن یہ بات نہ تو قرآن کریم میں وارد ہوئی ہے نہ کسی قابل اعتماد حدیث میں' بلکہ اس کے برعکس صحیح احادیث میں وارد ہے کہ لوگ قیامت کے دن اپنے اپنے باپ کی نسبت سے پکارے جائیں گے جیسا کہ پہلے تفصیل سے لکھ چکا ہوں۔

رہا آپ کا یہ سوال کہ جو بچے صحیح النسب نہیں یا کنواری ماؤں سے پیدا ہوتے ہیں ان کو کس نسبت سے پکارا جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا کی ساری قوموں میں بچے کو باپ سے منسوب کیا جاتا ہے اور فلاں بن فلاں کہا جاتا ہے مگر یہاں بن باپ کے بچوں سے کبھی کوئی اشکال نہیں ہوا' زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایسے بچوں کو نسب ماں سے منسوب کردیا جاتا ہے اسی طرح قیامت میں بھی ایسے بچوں کو ان کی ماؤں سے منسوب کردیا جائے گا۔ اور جن بچوں کے نام کی شہرت دنیا میں باپ سے تھی ان کو ان کے اسی مشہور باپ سے منسوب کیا جائے گا۔ (واللہ اعلم)

اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت تو دنیا میں بھی ان کی والدہ مقدسہ مریم بتول سے تھی اور ہے' چنانچہ قرآن کریم میں جگہ جگہ عیسیٰ بن مریم فرمایا گیا ہے قیامت کے دن بھی ان کی یہی نسبت برقرار رہے گی۔ چنانچہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جو سوال وجواب ہوگا قرآن کریم نے اس کو بھی ذکر کیا ہے' اور ان کو "یا عیسیٰ بن مریم" سے مخاطب فرمایا ہے' اور یہ خصوصیت صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہے کہ دنیا اور قیامت میں ان کی نسبت ماں کی طرف کی جاتی ہے اس سے تو اس بات کو اور زیادہ تقویت ملتی ہے کہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ماں کے نام سے پکارے جائیں باقی کوئی اور ماں کے نام سے نہیں پکارا جائے گا تاکہ ان کو خصوصیت معلوم ہوسکے۔ بہرحال احادیث نبویہ اور قرآن مجید سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ قیامت کے دن افراد کی نسبت والد کی طرف ہوگی۔

جرم کی دنیاوی سزا اور آخرت کی سزا

س...... اگر ایک شخص نے قتل کیا ہو اور اس کو دنیا میں پھانسی یا عمر قید کی سزا مل گئی تو کیا قیامت کے دن بھی اس کو سزا ملے گی؟

ج...... آخرت کے عذاب کی معافی توبہ سے ہوتی ہے' پس اگر اس کو اپنے جرم پر پشیمانی لاحق ہوگئی اور اس نے توبہ کرلی اور خدا تعالیٰ سے معافی مانگی تو آخرت کی سزا نہیں ملے گی۔ ورنہ مل سکتی ہے' چنانچہ ایسا مجرم جسے دنیا میں سزا ملی ہو اکثر اپنے کئے پر پشیمان ہوتا ہے اور وہ اس سے توبہ کرتا ہے اس لئے حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جس شخص کو دنیا میں سزا مل گئی وہ اس کے لئے آخرت کے عذاب سے کفارہ ہے اور جس کو دنیا میں سزا نہیں ملی اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اس کے کرم سے توقع ہے کہ معاف کردے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہم

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۳۶۔۳۷ ۱ تا ۱۴ شوال ۱۴۱۸ھ بمطابق ۳۰ جنوری تا ۱۲ فروری ۱۹۹۸ء قیمت : ۵ روپے

اس شمارے میں

- اداریہ ۴
- ہر قادیانی کے نام......(مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری) ۶
- قادیانیت نبوت محمدیؐ کے خلاف بغاوت (الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل) ۸
- پیغام ہدایت............(مولانا محمد سلمان منصور پوری) ۱۳
- دعوت فکر..............(مولانا محمد اشرف کھوکھر) ۱۴
- مغربی معاشرت کی تقلید........(بیگم سید اصغر حسین) ۱۵
- احمد برازیلی کا قبول اسلام......(ثمیر الدین قاسمی، برطانیہ) ۱۷
- بطل حریت مولانا مفتی محمودؒ......(محمد فاروق قریشی) ۱۹
- برلن (جرمنی) میں پہلی دو روزہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۲۲
- فلسفہ عید............(مولانا تاج محمودؒ) ۲۳
- اخبار ختم نبوت ۲۴

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹۔ ۴۸۷ کراچی (پاکستان)
ارسال کریں

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرما کر سالانہ خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کر دیا جائیگا

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون ۵۱۴۱۲۲۔۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON,SW9,9HZ.U.K.
PHONE: 0171 737 8199.

ناشر: عبدالرحمن باوا
طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: ۱۰۳، بزرٹہ لائن کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ:

مبارک باد کے مستحق؟

اللہ تعالیٰ کی عنایات و الطاف کا موسم بہار اور سلوک ربانی کا ماہ مقدس اختتام پذیر ہوا' اللہ تعالیٰ نے اپنے بے شمار بندوں کی مغفرت و بخشش کے پروانے جاری کئے ہوں گے' لاکھوں فرزندان توحید عید کے روز مغفرت الٰہیہ کی خوشخبری لیکر گھروں کو لوٹے ہوں گے۔ قابل مبارک باد ہیں وہ حضرات جنہوں نے اس ماہ مبارک کے آداب و فضائل کا خیال رکھا اور اس کے ایک ایک لمحہ کی قدر کی' مغفرت الٰہی کو اپنے دامن میں سمیٹنے کا اہتمام کیا اور دامن عصیان کو نچوڑ کر توبہ و انابت کا غازہ استعمال کیا اور یاباغی الشر اقصر (اے گناہ کے متلاشی رک جا!) اور یا باغی الخیر اقبل (اے خیر کے متلاشی آگے بڑھ!) کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ اور روزہ' رمضان' تراویح' تلاوت' اعتکاف اور شب قدر اور عید کی رات جیسی مقدس عبادات سے حسب مقدور نفع اٹھایا' یہی وہ لوگ ہیں جو صحیح معنی میں عید کی خوشیوں کے مستحق ہیں کیونکہ:

لیس العید لمن لبس الجدید

ان العید لمن خاف وعید

یعنی نئے کپڑے پہن لینے کا نام عید نہیں' عید درحقیقت اس کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وعیدوں سے ڈر گیا اور جس نے اپنی مغفرت کا سامان کر لیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہے کہ ان سے کسی نے عید کے موقع پر عید کی خوشی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا:

"ہماری عید تو اس دن ہوگی جس دن دنیا سے ایمان سلامت لیکر جائیں گے اور اصل عید تو اس دن ہوگی جب نامہ عمل داہنے ہاتھ میں لیکر پل صراط سے گزر کر جنت میں پہنچیں گے۔"

اس کی سند کیسی ہے؟ اس کی تصدیق نہیں' مگر مضمون بہت ہی عمدہ ہے۔ اس لئے کہ یہاں کی کوئی خوشی' خوشی نہیں اور یہاں کا کوئی غم' غم نہیں کیونکہ یہاں کی ہر شئے کو فنا اور زوال ہے' اندیشہ ہے کہ خوشی کے بعد کوئی مصیبت نہ آجائے۔ حقیقی خوشی اور عید یہ ہے کہ آدمی جہنم کی تکلیف اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے مامون ہو جائے۔ جن لوگوں نے رمضان کے لحات کی قدر کی' قرآن کریم کی تلاوت سے اپنے اوقات کو معمور کیا' روزہ کا اہتمام کیا' تراویح کی لذت سے شاد کام ہوئے' اعتکاف کرکے بارگاہ الٰہی سے اپنی مغفرت کی بھیک مانگ لی اور افطار کے وقت اپنی اور اپنے اعزا و اقربا کے لئے دعائیں کرکے افطار کے وقت کی قبولیت دعا کے وعدہ الٰہی سے مستفید ہوئے' اور اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے نجات یافتہ بندوں میں شامل کر لیا۔ درحقیقت وہی لوگ عید کی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کا مورد بنائے۔ (آمین)

حرمان نصیب؟

اس کے برعکس قابل صد افسوس ہیں وہ لوگ جنہوں نے رحمت و مغفرت کی موسم بہار اور جہنم کی آگ سے نجات کے اس ماہ مبارک کی ناقدری کی' اور پورے ایک ماہ تک مغفرت عامہ کی پیش کش سے مستفید نہیں ہوئے۔ گناہ کی زندگی چھوڑ کر حسنات کی راہ پر نہیں لگے' اور اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی بلکہ وہ سمندر کے کنارے بیٹھ کر پیاسے کے پیاسے رہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے' آنحضرت ﷺ نے اور حضرت جبریل علیہ السلام نے ہلاکت و بربادی کی بددعا فرمائی ہے۔ واللہ اعلم۔ غالباً" اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص رمضان المبارک جیسے مہینہ میں بھی اپنی مغفرت نہ کراسکا ہو وہ اس لائق ہے کہ ہلاک و برباد ہو کیونکہ اس ماہ میں رحمت و مغفرت کی تحصیل اس قدر آسان اور سستی ہے جو اس کے علاوہ کسی دوسرے مہینہ اور موسم میں ممکن نہیں ہوگی۔ چنانچہ اس ماہ مبارک میں انسانوں کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے درج ذیل اسباب و ذرائع مہیا فرمائے:

- جنات و شیاطین جو انسان کو گمراہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اور جنت سے دور کرنے اور جہنم میں لے جانے کا باعث اور سبب بنتے ہیں' ان کو قید کر دیا جاتا ہے۔
- جہنم کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔
- جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔
- اس ماہ میں نیکی کرنے والے کا استقبال کیا جاتا ہے اور گناہ کے مرتکب کے لئے ترک گناہ کے اسباب پیدا فرمائے جاتے ہیں۔
- اعمال کا اجر و ثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔
- روزہ دار کے روزہ کا بدلہ اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے دینے کا اعلان فرماتے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ روزہ دار سے خصوصی قرب کا اعلان فرماتے ہیں کہ اس کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔
- روزہ دار کی افطار کے وقت دعاؤں کے قبول ہونے کی خوشخبری کا اعلان کیا جاتا ہے۔
- قرآن کریم کی تلاوت کی توفیق عطا ہوتی ہے اور قرآن سننے اور تراویح سنانے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔
- اعتکاف جو بارگاہ الٰہی میں قرب و حضور کا بہترین ذریعہ ہے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔
- لیلتہ القدر جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے میسر آتی ہے۔
- روزانہ دس لاکھ مسلمانوں کی جہنم سے نجات اور پھر آخر رمضان میں ان سب کے برابر کی نجات کا اعلان کیا جاتا ہے۔
- اس ماہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف نظر رحمت فرماتے ہیں اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرمالیں اس کو کبھی عذاب نہیں دیتے۔
- اللہ تعالیٰ اس ماہ میں ملائکہ کو اپنے بندوں کے لئے دعائے مغفرت پر لگا دیتے ہیں۔
- اس مہینہ کے لئے جنت کو سنوارا جاتا ہے تاکہ اللہ کے بندے تھک ہار کر جنت میں آکر راحت و سکون حاصل کریں۔
- اس ماہ میں ہر جائز دعا قبول ہوتی ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔
- عید کے دن عید گاہ میں حاضر تمام مسلمانوں کی' جنہوں نے رمضان اور روزہ کا احترام کیا' مغفرت کا اعلان کیا جاتا ہے۔

لہٰذا جو شخص مغفرت و رحمت کی اس صلائے عام سے مستفید نہ ہوسکے اس سے بڑا حرمان نصیب کون ہوگا؟ ایسے ہی حرمان نصیب کے لئے حدیث شریف میں ہلاکت و بربادی کی بددعا کی گئی ہے۔ اور فرمایا "ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کراسکا۔" اعاذنا اللہ منہ

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

ہر قادیانی کے نام

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری، مدینہ منورہ

مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والے اپنی آخرت کی فکر کریں ایمان اور کفر کے درمیان فرق سمجھیں۔ یہ تو پہلے ہی سے جانتے ہیں کہ ایمان والے جنت میں اور کفر والے دوزخ میں جائیں گے، جس میں ہمیشہ رہنا ہوگا اور یہ بھی جانتے اور مانتے ہیں کہ مسلم اور مومن ہونے میں قرآن پر ایمان لانا ضروری ہے، قرآن کی ایک آیت کا انکار کرنا بھی کفر ہے، اور اس کی تحریف بھی کفر ہے اور اس کی تکذیب بھی کفر ہے، جن لوگوں کی دنیا ہی قادیانیت ہے جو قصداً" دوزخ میں جانے کا ارادہ کرچکے ہیں ان سے تو ایمان پر واپس آنے کی امید نہیں۔ مرزا طاہر کو ایک جماعت کی امارت ملی ہوئی ہے، بہت بڑا مالدار بنا ہوا ہے، اس کا ساتھ دینے والے اور اس کے دادا کے دعوائے نبوت کو پھیلانے......... والے اپنی دنیا کے لالچ میں بظاہر ایمان پر واپس آنے والے نہیں ہیں۔ لیکن جو لوگ اپنی سادگی اور بھولے پن میں ان کفر کے داعیوں کی بات مان کر ایمان کھو بیٹھے ہیں اور دوزخ کے مستحق بن چکے ہیں ہمارا ان سے خیر خواہانہ خطاب ہے اور مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ کفر سے توبہ کریں اور دوزخ سے بچ جائیں۔

قرآن مجید میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بتایا ہے (دیکھو سورۃ الاحزاب آیت ۴۰) اور اس آیت کی وجہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کثیر ارشادات کی وجہ سے جن میں آپ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے لیکر آج تک سارے مسلمان یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت ختم ہوگئی اور جو بھی شخص آپ کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا وہ اور اس کے ماننے والے کافر ہوں گے اور دوزخ میں ہوں گے، اس کے ساتھ ہی سورہ نساء کی آیت کریمہ اور اس کا ترجمہ پڑھئے "اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس کے لئے ہدایت ظاہر ہوچکی اور مسلمانوں کے راستے کے خلاف کسی دوسرے راستے کا اتباع کرے تو ہم اس کو کام کرنے دیں گے جو وہ کرتا ہے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔"

اس آیت میں واضح طور پر بتادیا ہے کہ جو شخص مومنین کے راستہ کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا وہ دوزخ میں داخل ہوگا، جو لوگ قادیانی مبلغوں کی باتوں میں آکر دھوکہ کھاگئے ہیں اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان کر قرآن کے اعلان ختم نبوت کو جھٹلا بیٹھے ہیں اور چودہ سو سال سے جو مسلمانوں کا ختم نبوت کا عقیدہ تھا اس کے خلاف دوسرا عقیدہ اختیار کرکے کفر اختیار کرچکے ہیں ایسے لوگوں پر لازم ہے کہ واپس ہوکر اسلام قبول کریں اور کفر سے توبہ کریں اپنی جان کو جو دوزخ میں دھکیل چکے ہیں اس پر اصرار نہ کریں۔

ہر قادیانی یہ غور کرے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے کو انگریزوں کا خودکاشتہ پودا بتایا ہے اور ان کو خوش کرنے کے لئے جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کیا ہے اور آج تک اس کے ماننے والوں کا کافروں ہی سے جوڑ ہے اور ان ہی کی خدمات انجام دیتے ہیں آخر کیا وجہ ہے کہ منکرین رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مکذبین قرآن ہی سے قادیانیوں کا جوڑ ہے، اور کافران کی پشت پناہی کیوں کرتے ہیں؟ دیکھو ہندوستانی حکومت نے نئی دہلی میں ان کو بہت بڑی زمین دی ہے اسرائیل میں ان کا بہت بڑا دفتر ہے مرزا طاہر نے ربوہ سے راہ فرار اختیار کی تو انگریزوں نے لپک کر اسے پناہ دی مرزا قادیانی کے ماننے والوں کا کافروں سے جوڑ ہے اہل ایمان سے توڑ ہے۔

ہر قادیانی اس پر غور کرے اور یہ بات بھی فکر کرنے کی ہے کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے مسلمانوں ہی میں اپنی دعوت کا کام کیوں کرتے ہیں، ہنود یہود بدھسٹ اور نصاریٰ میں اپنا کام کیوں نہیں کرتے؟ کیا یہ بات نہیں ہے کہ اہل

ایمان کے دلوں سے ایمان کھرچنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے' جو اہل کفر ہیں ان سے دوستی ہے خود بھی کافر وہ بھی کافر ان کو اپنے دین کی دعوت دینے کا کچھ فائدہ نہیں؟ یہ جو علماء اسلام سورۃ الاحزاب کی آیت سناتے ہیں اس کا مضمون سمجھاتے ہیں قادیانی مبلغین اپنے عوام کو بہکانے کے لئے خاتم النبیین کا ترجمہ افضل النبیین کردیتے ہیں یہ کفر بالائے کفر ہے۔ کیونکہ اول تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے کے منکر ہیں پھر آیت کریمہ کی تحریف کردی اگر قادیانی یوں کہہ دیں کہ ہم قرآن کو نہیں مانتے تو جاہل سے جاہل مسلمان ان کے قریب نہیں جائے گا لہٰذا قرآن کو ماننے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں پھر اس کی تصریحات کو بھی نہیں مانتے۔

قادیانی مبلغوں کے سامنے جب یہ بات پیش کی جاتی ہے کہ سید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین تھے تو آپ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو کیسے نبی مانتے ہو؟ تو اس سوال کے جواب میں جو انہوں نے بہت سی کفریہ تاویلیں بنا رکھی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا ظہور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا دوبارہ تشریف لانا ہے اس بات کو ظلی اور بروزی نبی سے تعبیر کرتے ہیں سوال یہ ہے کہ اگر تمہارا دین علیحدہ کوئی دین نہیں ہے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہو اور بقول تمہارے اسی دین کی اشاعت کے لئے مرزا قادیانی کا ظہور ہوا تو مرزا نے جہاد کو کیوں منسوخ قرار دیا اور کافروں سے کیوں موالاۃ کی جواب تک ہے' اور یہ بتاؤ کہ قرآن حکیم کی تعلیم ناظرہ و حفظ اور تجوید اور قرات اور تفسیر پڑھانے کے تمہارے مدرسے کہاں ہیں جہاں تم پڑھتے ہو اور اولاد کو بھیجتے ہو؟ اور احکام و مسائل کی وہ کونسی کتابیں ہیں جن پر عمل کرتے ہو؟

حضرات صحابہ کرامؓ محدثین و مفسرین و فقہاء جو مرزا غلام احمد سے پہلے گزرے ہیں ان کے مسلمان ہونے میں تو تمہیں کوئی شک نہیں ہے صحاح ستہ کے مولفین تو مسلمان تھے بتاؤ ان تفسیر و احادیث کی کتابوں کو تمہارے چھوٹے بڑے کہاں پڑھتے ہیں؟ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی درجہ میں بھی تمہارا تعلق ہوتا تو قرآن مجید کو اور اس کی تفاسیر کو اور احادیث کی کتابوں کو اور ان کے شروح کو پڑھتے اور پڑھاتے' اللہ تعالیٰ شانہ نے قرآن مجید میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا حکم دیا ہے' یہ اتباع آپ کے اقوال و اعمال و تقریرات کو معلوم کئے بغیر معلوم نہیں ہوسکتا۔ اپنے بچوں کو اور جوانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و اقوال کی کہاں تعلیم دیتے ہو؟ اصل بات یہ ہے کہ تمہارا اسلام کا صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے کسی طرح تمہارا اسلام ثابت نہیں ہوتا اسی لئے پاکستان اسمبلی کے تمام ارکان نے (جن میں ہر مسلک کے ممبران تھے) بالاتفاق تمہیں کافر قرار دے دیا جو لوگ قرآن و حدیث کے ماہر ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ تم کافر ہو اور تم کہتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں کیا یہ زبردستی کا دعویٰ تمہیں دوزخ سے بچانے کا ذریعہ بن جائے گا؟

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث تم لوگ اسی لئے نہیں پڑھتے پڑھاتے ہو کہ ان میں جگہ جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد موجود ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں اگر حدیثیں پڑھو' پڑھاؤ گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کریں گے تو مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت کو جھٹلانا پڑے گا۔ لہٰذا تم لوگوں نے یہ راستہ نکالا ہے کہ آیت قرآن کی تحریف کردی احادیث کو پڑھنا چھوڑ دیا اپنے دل سے پوچھو کیا اس طرح ایمان اور قرآن سے کوئی تعلق باقی رہ جاتا ہے؟ مرنے کے بعد کیا ہوگا اس پر خوب غور کرلو۔

ہر قادیانی کو فکر کرنا لازم ہے کیونکہ یہ مسئلہ دنیاوی نہیں ہے آخرت میں نجات کا مسئلہ ہے' دین اسلام قبول کرنا دوزخ سے بچنے ہی کے لئے ہے۔ دنیا تو کسی نہ کسی طرح گزر ہی جاتی ہے اسلام قبول کرنے کی ضرورت اسی لئے ہے کہ دوزخ سے بچ سکیں اور جنت میں داخل ہوسکیں اگر تم اپنے کو مسلمان سمجھتے رہے لیکن قرآن کے منکر رہے اور قرآن کے حاملین اور عاملین کے اعلان کے مطابق کافر ہی رہے تو اس جھوٹے دعوائے اسلام سے آخرت میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا' ہم سچے دل سے ہر قادیانی کو فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ اپنی جان اور اہل و عیال کو دوزخ سے بچائیں اور .... مرزا طاہر اور اس کے چھوڑے ہوئے مبلغین کے دھوکہ میں نہ آئیں' یہ دعوت فکر بالکل خیر خواہی پر مبنی ہے' خوب سمجھ لیں۔

شیطان اس پر خوش ہوتا ہے کہ مسلمان ہونے کا مدعی بھی ہو اور مسلمان ہی نہ ہو اور اس کے ساتھ دوزخ میں چلا جائے۔ قرآن مجید کے اعلان پر غور کریں:

ترجمہ: "اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس دن باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دے گا اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کی طرف سے کچھ بھی بدلہ دینے والا ہوگا' بلاشبہ اللہ کا وعدہ حق ہے سو تمہیں دنیا والی زندگی ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے' اور ہرگز تمہیں اللہ کا نام لیکر بڑا دھوکہ باز دھوکہ میں نہ ڈالے۔"

مرزا طاہر نے آج کل اپنے ماننے والوں کو کفر پر جمائے رکھنے کا ایک اور حیلہ تراشا ہے کہ دیکھو مسلمانوں میں سے فلاں صاحب اقتدار اور

باقی صفحہ ۲۲ پر

قادیانیت: نبوتِ محمدیؐ کے خلاف ایک بغاوت

۱۲ر ۱۳ نومبر ۱۹۹۷ء میں ندوۃ العلماء (ہندوستان) کے فرق باطلہ کے خلاف عالمی سطح پر ہونے اجلاس کے موقع امام و خطیب حرم مکی الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل چیئرمین برائے امور حرمین شریفین کا ذیل میں عربی خطبہ کا خلاصہ بشکریہ "تعمیر حیات" لکھنؤ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں' اس خطبہ سے قادیانیت کا اصل روپ اور خدوخال سامنے آجاتا ہے اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف برطانوی استعمار کی ایک سازش تھی کہ ان کے خلاف مسلمانوں کا جذبہ جہاد ختم ہوجائے۔

(ادارہ ختم نبوت)

اللہ تبارک و تعالی نے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک زمانہ کے بعد جو رسولوں اور وحی کے انقطاع کا عرصہ تھا دین حق کی طرف انسانیت کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا تاکہ گمراہی کی تاریکی سے ہدایت کی روشنی کی طرف اندھیرے میں ڈوبوں کو نکالے اور یہ ضروری قرار دیا کہ پیروی اس رسول برحق اور اسی دین مستقیم کی کرنی ہے اور اس پر کامل ایمان لانا ہے' ہرگز ہرگز اللہ عزوجل اس کے علاوہ کوئی اور دین قبول نہیں فرمائے گا' چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "اور جو کوئی دین اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے گا تو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں نقصان میں رہے گا۔"

اور اسی کے ساتھ اللہ عزوجل نے آپ کی نبوت و بعثت کو تمام نبوتوں کا مسک الختام قرار دیا کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کی بعثت نہیں ہونی ہے' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناصح امین اور رؤف رحیم بناکر مبعوث فرمائے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان صفات کا اظہار خود اس آیت کریمہ میں ہوتا ہے ارشاد باری تعالی ہے:

ترجمہ: "تم ہی میں کا رسول تمہارے پاس آیا ہے اس پر بھاری پڑتا ہے تم کو تکلیف پہنچنا' حریص ہے تمہاری بھلائی پر' مومنین پر نہایت شفیق مہربان ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہی مذکور خصوصیات و امتیازات کا ظہور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت و کردار سے بھی ہوتا ہے کہ جس کسی بھلی چیز اور خیر کی بات کا آپ کو علم ہوتا ہے اس وقت تک چین سے بیٹھا نہیں جاتا جب تک اپنی امت کو اس بات سے باخبر نہ کردیتے اور صرف باخبر کردینے پر ہی سکون و اطمینان کی سانس نہ لیتے تھے بلکہ امت کو اس بات کی ترغیب دلاتے' اور شوق پیدا کرتے' اسی طرح جب کوئی بری چیز اور شر کی بات آپ پر آشکارا ہوجاتی تو پھر آپ اپنی قوم و ملت کو اس سے ڈرانے کے لئے بے قرار ہوجاتے' اور اس سے دور رہنے کی تاکید کرتے' یہ وہ بات ہے جس نے اس ملت کو صحیح راستہ پر لاکھڑا کیا اور استقامت بخشی اور نابیناؤں کو بینائی عطا کی' بہروں کو قوت سماعت دی' اور دلوں پر پڑے دبیز پردے کو دور کیا اور لوگوں کو ایسی صاف اور روشن شاہراہ پر لاکھڑا کیا' جس کی رات بھی دن کی طرح روشن تھی اس کے بعد بھی اگر کوئی گمراہی کی راہ پر چلتا ہے تو اپنے کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاف طور پر بتاگئے' اور پورے زور و قوت سے یہ یقین دلا گئے کہ وہی آخری نبی و پیغمبر ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت و پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے وہ قطعی طور پر جھوٹا اور دجال ہے کھلا ہوا۔ افترا پرداز اور گناہگار ہے' قربان جائے صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ وہ یہ بھی بتاگئے' اور امت کو ایک بڑے خطرہ سے آگاہ فرماگئے کہ امت کو ایسے فتنہ سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اور نبوت کے جھوٹے دعویدار پیدا ہوتے رہیں گے۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک دو بڑے گروہ برسرپیکار نہ ہوجائیں گے' اور دونوں کے مابین میدان کارزار نہ گرم ہوجائے گا جب کہ دونوں کی دعوت ایک ہی ہوگی' اور یہ کہ جب تک تیس کے قریب

جھوٹے دجال سامنے نہ آجائیں گے' جن میں ہر ایک کا بزعم خود یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول (پیغمبر) ہے۔

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میری امت میں تیس پرلے درجہ کے جھوٹے ہوں گے جن میں سے ہر ایک اس بات کا دعویدار ہوگا کہ وہ نبی ہے' جبکہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشنگوئی صحیح ثابت ہوئی' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتے ہی کذابین دجالین کا ظہور ہونے لگا' نبوت کے دعویداروں نے الگ الگ وقت اور زمانہ میں سر اٹھانا شروع کیا' یمن میں اسود عنسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہی میں خروج کیا اور عہد صدیقی میں مارا گیا' مسیلمہ کذاب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سانحہ ارتحال کے پیش آتے ہی خروج کیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک ہاتھوں تہ تیغ ہوا۔

دجالین کی اس فہرست میں ایک وہ شخص بھی ہے جسے مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے جانا جاتا ہے' جو ہندوستان کی ریاست پنجاب میں شہر قادیان میں ۱۸۳۹ء کو پیدا ہوا۔ سن شعور کو پہنچا تو کچھ اردو عربی کتابیں غیر معروف استادوں سے پڑھیں' اور کچھ قانون کا علم بھی سیکھا' پھر انگریزی حکومت کی نمک خواری قبول کی جس کے بعد اس نے اپنی فضیلت و شان میں باتیں گھڑنی شروع کیں۔ آخر اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا مگر اس کو اپنا یہ دعویٰ ہلکا لگا تو اس کے بعد مسیح موعود کا دعویٰ کر بیٹھا' اس پر بھی بات نہ بنی تو دعوئ نبوت کر بیٹھا۔

چونکہ اس کا دعویٰ ایسے خطہ میں تھا جہاں کے اکثر لوگ عربی زبان سے ناواقف ہیں اور یوں بھی برصغیر ہندو پاک میں بہت سارے مسلمان بدعات و خرافات میں مبتلا' بداعتقادی کے شکار' تعلیم سے دور' اور شریعت اسلامی سے نابلد ہیں۔ اس لئے سیدھے سادے اور پست طبقہ کے لوگ اس کے جال میں پھنس گئے اور اس کے دعوئ نبوت کو حقیقت سمجھ بیٹھے' اور دنیا کی لالچ میں اس کے مکروفریب میں آگئے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ اصلاً" اس کو انگریزوں (برطانوی استعمار) نے تیار کیا تھا' جو ہندوستان میں مسلمانوں کے اقتدار کے غاصب تھے۔ اس مفاد پرست مدعی اور نام نہاد مصلح و مجدد کو نبوت کا جھوٹا لبادہ پہنا کر سامنے لانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس طرح مسلمانوں کا زور توڑا جائے اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا جائے تاکہ کہیں پھر سے انہیں اور ان کے دین اسلام کو غلبہ نہ حاصل ہوجائے۔

اس فتنہ نے (جو اسلام کے خلاف ایک سازش اور نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت تھا) جب سر اٹھایا تو سرزمین ہندوستان کے علمائے ربانیین اس کے خلاف کمربستہ ہوگئے' اور اپنے اپنے (زبان و قلم کے) تیروں سے اس قادیانی فتنہ کا مقابلہ کیا اور اس فتنہ کے ازالہ دین حنیف کے دفاع اور اس کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے ان مخلص اور ربانی علماء نے ایسی قربانیاں پیش کیں جس کا صلہ اللہ دے گا' اور ایسی خدمات انجام دیں جس کے لئے پوری امت ان کی رہین منت ہے اور ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جنہیں بھلایا نہیں جاسکتا' انہیں میں سے ایک بڑے عالم ربانی نے نبوت کے اس جھوٹے دعویدار کو مباہلہ کی دعوت دی وہ بھی موت کے مباہلہ کی جھوٹا شخص سچے کی حیات میں موت کے گھاٹ اتر جائے گا' آخر جھوٹے کا انجام سب نے دیکھا کہ کیا ہوا' جھوٹا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بدترین موت مرا۔ اور وہ مسلمان عالم تقریباً" چالیس سال بعد تک زندہ و سلامت رہ کر قادیانیت کی عمارت کو سرے سے ڈھادینے اور اس کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکنے میں پوری جانفشانی کے ساتھ مصروف رہے۔ ہمیں ہندوستان اور پاکستان کے فاضل علماء کی ان تحریروں سے جو خالص طور پر اس جھوٹے قادیانی اور اس کے کمزور' پھس پھسے' بے حقیقت دین کے رد میں سامنے آئی ہیں' ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ مرزا غلام احمد کا تعلق ایسے گھرانے سے تھا جو ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف برٹش گورنمنٹ کا پیرو اور وفادار تھا' اور اس کا باپ ان خیانت کرنے والوں فریب دینے والوں میں سے ایک تھا جنہوں نے انگریزی استعمار کی محض مال و مرتبہ کی لالچ میں مدد کی تھی' اور اپنی وفاداری کا یقین دلایا تھا۔

اپنی کتاب "تحفہ قیصریہ" میں اس قادیانی نے لکھا ہے:

"برٹش گورنمنٹ سے میرے والد صاحب کے بڑے خوشگوار تعلقات اور محبت کے رشتے قائم تھے۔ ایوان حکومت میں ان کی ایک کرسی تھی انہوں نے انگریز حکومت کی بڑھ چڑھ کر اس وقت جبکہ ۱۸۵۷ء میں انگریز حکومت کو وطن والوں کی طرف سے سخت بغاوت کا سامنا تھا۔ چنانچہ عین زمانہ غدر میں اس خاندان نے پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر انگریز سرکار کو مدد پہنچائی' بیٹا باپ جیسا ہو یہ کوئی تعجب اور اچنبھے کی بات نہیں' غلام مرتضیٰ نے اگر غاصب انگریزوں کی سازو سامان روپے پیسوں سے ہمنوائی کی تو بیٹے نے دو ہاتھ آگے بڑھ کر انگریزوں کی مدافعت میں اپنی کوششیں صرف کیں۔ مرزا غلام احمد خود رقم طراز ہے:

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی

کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں' میں نے ایسی کتابوں کو تمام عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچادیا ہے۔"

اس کی ایک دوسری تحریر ملاحظہ ہو کہتا ہے:

"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً" ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں' اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں' تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیردوں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال "جہاد" وغیرہ کو دور کردوں جو ان کے ساتھ مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔"

ایک دوسری جگہ وہ اپنا مقصد یوں بیان کرتے ہیں:

"میں نے بیسیوں کتابیں عربی' فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں' بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے' چنانچہ میں نے یہ کتاب بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا کافی اثر اس ملک ہندوستان پر بھی پڑا ہے' اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں ان کی ایک ایسی جماعت تیار ہوجاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیرخواہی سے لبریز ہوجاتے ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام ملک کے لئے بڑی برکت ہیں' اور گورنمنٹ کے لئے دلی جان نثار۔" (مذکور حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی کتاب "القادیانی والقادیانیہ")

اس (قادیانی) کی اولاد اور اتباع میں سے جس جس نے اس کے حالات پر قلم اٹھایا ہے تو اس نے اس کی وضاحت کی ہے کہ یہ شخص مراقی تھا' مالیخولیا کا مرض اس کو لاحق تھا' یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ ماہرین طب نے مرض مراق (مالیخولیا) کے اثرات یہ بیان کئے ہیں کہ اس میں طبعی افکار و خیالات غیر طبعی اور غلط خیالات و افکار میں بدل جاتے ہیں اور یہ بات یہاں تک سرایت کرجاتی ہے کہ مراقی اپنے کو عالم الغیب خیال کرنے لگتا ہے اور بعض مریض تو اپنے کو فرشتہ گمان کر بیٹھتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو "القادیانیہ" لاحسان الٰہی ظہیر)

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مرض مراق کا اثر اس شخص کے مزاج و افکار میں پوری طرح سرایت کرچکا تھا' یہ بات ان تاریخی واقعات اور قادیانی نصوص کو دیکھ کر اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے جو ثقہ لوگوں نے ان کے متعلق اپنی اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں جس سے ایک شخص کے لئے یہ فیصلہ کرنا اور اس نتیجہ پر پہنچنا دشوار ہوتا ہے کہ اس کے یہ جھوٹے دعوے اسی مرض (مالیخولیا) کا نتیجہ تھے' یا دشمنان اسلام کی ایک سازش؟

پہلے تو اس نے مجدد زمانہ ہونے کا دعویٰ کیا پھر مہدی منتظر اپنے کو کہہ بیٹھا' اس کے بعد مسیح موعود ہونے کا نعرہ دیا' پھر یہ اعلان کرادیا کہ یہ نبی ہے' اور جو اس کی نبوت کا قائل نہیں وہ کافر ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی پوری صراحت سے کہتا ہے:

"کہ جو مسلمان اس نئے دین پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ان کے پیچھے نماز درست نہیں' ان سے نکاح جائز نہیں اور ان کے ساتھ کفار و مشرکین جیسا معاملہ کیا جائے گا۔"

مرزا غلام احمد سے یہ بھی منقول ہے:

"کہ ہم مسلمانوں سے اللہ اور رسول' قرآن' نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ ہر مسئلہ میں اختلاف رکھتے ہیں' اور ان سب مسائل میں یہ اختلاف کھلا ہوا اور صریح ہے۔"

مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت اور اس کے مراقی ہونے کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے اب ہم آپ کی خدمت میں وہ آیات کریمہ اور احادیث صحیحہ پیش کرتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے دعویداران کے دعوؤں کے جھوٹے ہونے کے لئے کافی ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین و کان اللہ بکل شیئ علیما

(سورہ احزاب آیت نمبر ۴۰)

ترجمہ : "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں' لیکن رسول ہیں اللہ کے اور مہر ہیں سب نبیوں پر اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔"

امام ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں:

"یہ آیت نص ہے اس بات کے لئے کہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا' اور جب نبی نہیں ہوگا تو رسول کا تو بدرجہ اولیٰ نہ ہونا ثابت ہوجاتا ہے۔ اس لئے کہ مقام رسالت مقام نبوت سے زیادہ خاص ہے' اس سلسلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی زبان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ساری متواترہ حدیثیں مروی ہیں۔"

پھر امام ابن کثیر متعدد حدیثیں اس ضمن میں ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: "اس سلسلہ میں احادیث بکثرت مروی ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے تو اپنی رحمت خاصہ سے اپنے بندوں کی طرف رسول بناکر مبعوث کیا پھر مزید رحم و فضل کا معاملہ آپ کو خاتم النبیین

والمرسلین کا اعزاز بخش کر اپنے دین حنیف کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تکمیل فرما کر کیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں...... اور احادیث متواترہ میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ بتادیا کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر مہر نبوت ثبت ہو چکی ہے' ان کے بعد کوئی نبی نہیں آنا ہے تاکہ ہر کوئی بخوبی واقف ہو جائے۔ اور یہ حقیقت اس کی نظر سے پوشیدہ نہ رہے' کہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویدار ہوتا ہے وہ بہتان تراش اور جھوٹا ہے' وہ دجال ہے' کھلی ہوئی گمراہی میں ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ چاہے وہ خرق عادت چیزیں پیش کرے اور شعبدہ باز ہو' یا جادو' طلسمات اور اس کی نیرنگیوں سے اپنی بات ثابت کرے' سمجھدار لوگ اسے گمراہی اور خلاف حقیقت ہی جانیں گے۔"

اللہ عزوجل کا ارشاد "خاتم النبیین" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے اور آخری پیغمبر ہونے پر ایسا واضح اور صریح فرمان ہے جس کے بعد کسی شک و شبہ اور کسی وحی کے انتظار کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی' کیونکہ "خاتم" خواہ بفتح التاء ہو جو کہ بعض قراء سبعہ کی قرات ہے یا بکسر التاء ہو جو بعض دوسروں کی قرات ہے' دونوں کے معنی آخر کے آتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** (سورہ مائدہ آیت ۳)

ترجمہ: "آج میں نے پورا کر دیا تمہارے لئے تمہارا دین اور پورے کر دیئے تم پر اپنے احسان' اور تمہارے واسطے دین کو پسند کیا۔"

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اس امت پر اللہ عزوجل کے انعامات میں سے بڑا انعام یہ ہے کہ امت کو دین کامل عطا کیا تاکہ دوسرے دین کی طرف کسی معاملہ میں ان کی نظر نہ جائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنا کر مبعوث کیا' تاکہ کسی اور نبی کی حاجت نہ رہے۔ صلوۃ اللہ وسلام علیہ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین بنا کر تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث کیا بس وہی حلال ہے جو اللہ نے حلال و جائز کیا اور وہی حرام ہے جو اللہ نے حرام و ناجائز کر دیا ہے' وہی دین ہے جس کو اللہ نے مشروع کر دیا ہے اور جس بات کی اس مالک الملک نے وضاحت کر دی ہے اور خبر دے دی ہے' وہی حق ہے راست ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا ہے تمام لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو لیکن بہت سے لوگ سمجھتے نہیں۔" (سورہ سبا آیت ۲۸)

اور ارشاد ہے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے:

ترجمہ: "کہہ دیجئے اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔" (سورہ اعراف آیت ۱۵۸)

ان دونوں آیتوں میں یہ بات صاف طور سے کہہ دی گئی ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں' اور ان کی بعثت قیامت تک کے لئے تمام انسانوں کی طرف ہے۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: "اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر اور بھلے برا مانیں مشرک۔" (سورہ توبہ ۳۳)

مذکور آیت کریمہ کھلی ہوئی دلیل ہے اس بات کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دین ظاہر و باہر ہے اور تمام ادیان و مذاہب پر غلبہ و برتری رکھتا ہے اور یہ بات اسی وقت صحیح ہو سکتی ہے جب اس دین کو آخری دین اور جو دین لیکر آئے ان کو آخری نبی تسلیم کیا جائے۔

بخاری و مسلم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ "بنی اسرائیل کی رہنمائی انبیاء کیا کرتے تھے' ایک نبی اٹھتا دوسرا اس کی جگہ لے لیتا تھا' لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے' ہاں خلفاء خوب ہوں گے' صحابہ نے عرض کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیں کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ پہلے جس سے بیعت کر لینا تو اس سے وابستہ رہنا' ان کو ان کا حق دینا اور اللہ تعالیٰ ان سے جن پر تمہاری ذمہ داری پڑی ہے سوال کرے گا۔"

یہ حدیث شریف اس بات پر نص صریح کا حکم رکھتی ہے اور اس میں اس بات کا واضح ثبوت موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی و رسول ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف نکلے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا گئے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ فرمایا! کیا تم اس پر خوش نہیں کہ تم میں اور مجھ میں وہ نسبت ہو جو موسیٰ و ہارون میں تھی' لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ **الا انہ لیس نبی بعدی** مسلم کی روایت میں ہے **الا انہ لا نبوۃ بعدی** "لیکن یہ کہ میرے بعد کوئی نبوت نہیں۔"

اور علامہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے دجال کے متعلق حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ اور اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث کیا اس نے اپنی امت کو دجال سے ہوشیار رہنے کو ضرور

کہا اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت' وہ لامحالہ (ضرور بالضرور) ظاہر ہو کر رہے گا۔

یہ احادیث اور اس جیسی کتنی حدیثیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت کے اختتام پذیر ہوجانے اور ان کے آخری نبی و رسول ہونے پر صریح طور پر واضح طور پر دال ہیں کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملنی ہے اب جو بھی نبوت یا رسالت کا دعویدار بن بیٹھا ہے وہ آخری درجہ کا جھوٹا فریبی اور دجال ہے۔

ہم ہندوستان اور پاکستان کے علماء کے مشکور ہیں کہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا اچھا تعاقب کیا' جس نے انہی کے درمیان نشوونما پائی تھی' اور انہی کے بیچ اپنا سر اٹھایا تھا۔ لائق صد ستائش ہیں ہندوستان کے علماء کہ انہوں نے قادیانیت کے رد میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور عرب و عجم سب کو اس فتنہ کی سنگینی سے آگاہ کیا۔ اس راستے میں انہیں سخت مشکلات اور اذیتوں کا بھی سامنا کرنا پڑا' مگر یہ ربانی علماء اس فتنہ کو جو مسلمانوں کے لئے سخت امتحان اور آزمائش کا باعث تھا۔ جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی فکر و کوشش میں لگے رہے' اور یہ اللہ عزوجل نے اس لئے بھی مقدر فرمایا کہ:

لیبلوکم ایکم احسن عملا (سورہ ملک آیت ۲)

ترجمہ: "تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔"

ہم تمام مسلمانوں کو اس فتنہ کی خطرناکی سے آگاہ کرتے ہیں' اور اس اللہ کا خوف دلاتے ہیں جس نے نبی امی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنا کر مبعوث کیا' کہ کہیں کوئی محمدی اس فریبی دجال کے جال میں پھنس نہ جائے' یا اس جھوٹے کی نبوت پر ایمان لا بیٹھے' یا اس کے جھوٹے ہونے میں شک میں پڑ جائے۔

اسی لئے ہم نے کتاب و سنت کے نصوص جو بالکل صریح اور واضح ہیں اور ائمہ اسلام کے اقوال جو بالکل صاف اور کھلے ہیں پیش کئے تاکہ اس دجال و کذاب کے جھوٹ و فریب میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہ جائے۔

اور اسی طرح ہم اپنا فریضہ سمجھ کر اس بات سے بھی آگاہ کئے دیتے ہیں کہ کہیں اسے مہدی منتظر یا مسیح موعود سمجھ کر ایمان نہ خراب کرلیا جائے جیسا کہ جماعت قادیانی کے بعض گروہوں کا عقیدہ ہے اس لئے نصوص شرعیہ کا اس کے مہدی و مسیح ہونے پر کہیں سے انطباق نہیں ہوتا ہے' قبر میں جو آخرت کی پہلی منزل ہے۔ سوال اس نبی امی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا جائے گا نہ کہ کسی دوسرے نبی کے بارے میں' اس وقت کو یاد کرو جب روز قیامت کو پروردگار عالم بغیر کسی ترجمان کے ہمکلام ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی تمام شرور و فتن سے پوری حفاظت فرمائے' اور اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد والہ وصحبہ اجمعین

○

بقیہ: ہر قادیانی کے نام

فلاں عالم کو قتل کردیا گیا اور فلاں شخص فلاں مرض میں راہی ملک بقا ہوا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی نبی تھا (العیاذ باللہ) یہ وہی مثال ہے کہ "مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ" دنیا سے مومن بھی رخصت ہوتے ہیں اور کافر بھی مرتے ہیں' موت کے ظاہری اسباب مختلف ہوتے ہیں کسی کے کسی حالت میں دنیا سے چلے جانے کو اس بات کی دلیل ہے' مرزا طاہر مناسب جانے تو دنیا میں جتنے لوگ حوادث میں' وبائی امراض میں مرے ہیں' ان سب کی فہرست بنائے تو سینکڑوں افراد کی فہرست بن جائے گی اور ساتھ ہی اپنے دادا جھوٹے مدعی نبوت کا نام بھی اس میں لکھ لے کیونکہ اس کی موت ہیضہ میں ہوئی تھی اور ان سب کو مرزا کی نبوت کی دلیل میں پیش کردے' یاد رہے کہ اس میں سابق صدر امریکہ کینیڈی اور چارلیس کی سابقہ بیوی ڈیانا کا نام بھی لکھ دے اور مصر اور ترکی کے وزیروں کے قتل کو بھی اپنے دادا کی نبوت کی دلیل بنالے کیونکہ یہ سب لوگ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے تھے۔

مرزا طاہر سے تو کیا خطاب کیا جائے وہ تو اپنی امارت کو باقی رکھنے کے لئے دوزخ میں جانے کو تیار ہے' جو لوگ مرزائیوں کے جال میں پھنس کر دوزخ کے مستحق بن چکے ہیں ان سے درخواست ہے اور مکرر درخواست ہے کہ دوزخ سے بچنے کے لئے فکر مند ہوں اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعا کریں کہ کفر سے نکلنا' آسان فرمادے۔

اہتمام عید

اب کے برس کچھ ایسا کریں اہتمام عید
ظلم و ستم مٹائیں کہ روشن ہو نام عید
قربانیاں قبول جو کشمیریوں کی ہوں
ہر صبح ہو بہار تو ہر شام شام عید
خون جگر سے رنگ لیا عید کا لباس
زنداں میں قیدیوں نے کیا اہتمام عید
چہرہ ہے جن کا بدر تو ابرو ہلال ہے
اے چاند ان کو پہنچے ہمارا سلام عید
تاباں نہ شب گزیدہ سحر سے ہوئی فضاء
دل کو جلا لیا ہے کہ روشن ہو شام عید
اب مستقل وہ دور خدایا نصیب ہو
اسلام کے جہاں میں رہے اہتمام عید
یادیں لپٹ کے رہ گئیں جن کا مجھے پیام
ان دوستوں کو پہنچے مبارک سلام عید

مولانا محمد سلمان منصور پوری

پیغامِ ہدایت

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱۰ھ تا ۱۳۸۱ھ) اپنے وقت ہی کے نہیں بلکہ اس صدی کے سب سے بڑے خطیب تھے' جو لاؤڈ اسپیکر عام ہونے سے پہلے لاکھوں کے مجمع کو رات رات بھر خطاب کرکے مسحور کردیتے تھے۔ بفضل خداوندی دلوں کو پلٹ دینا' نظریات کو بدل دینا' ضلالت کو ہدایت کا راستہ دکھا دینا آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ ایک دن آپ نے دل برداشتہ ہوکر نہایت جوش کے ساتھ قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"چالیس برس لوگوں کو قرآن سنایا' پہاڑوں کو سناتا تو عجب نہیں تھا کہ ان کے سنگین کے دل چھوٹ جاتے' غاروں سے ہمکلام ہوتا تو جھوم اٹھتے' چٹانوں کو جھنجوڑتا تو چلنے لگتیں' سمندروں سے مخاطب ہوتا تو ہمیشہ کے لئے طوفان بلند ہوجاتے' درختوں کو پکارتا تو دوڑنے لگتے۔ کنکریوں سے کہتا تو وہ لبیک کہہ کر اٹھتیں' صرصر سے گویا ہوتا تو وہ صبا ہوجاتیں' دھرتی کو سناتا تو اس کے سینہ میں بڑے بڑے شگاف پڑ جاتے' جنگل لہرانے لگتے' صحرا سرسبز ہوجاتے....... مگر...... میں نے ان لوگوں کو خطاب کیا جن کی زمینیں بنجر ہوچکی ہیں' جن کے یہاں دل و دماغ کا قحط ہے جن کے ضمیر عاجز آچکے ہیں' جو برف کی طرح ٹھنڈے ہیں' جن کی پستیاں انتہائی خطرناک ہیں' جن کا ٹھہرنا المناک اور جن سے گذرنا طرب ناک ہے' جن کے سب سے بڑے معبود کا نام طاقت ہے۔"

حضرت شاہ صاحبؒ کا یہ سحر آفریں خطاب اور اس میں پوشیدہ پیغام بیداری آج بھی ہمارے لئے ہدایت کا پیغام ہے۔ ہماری کامیابی اور عظمت و شوکت کا راز صرف اور صرف قرآن میں مضمر ہے' قرآنی تعلیمات ہی ہماری دنیا و آخرت سنوارنے کی ضامن ہیں' قرآنی ہدایت ہی ہماری مشکلات کا حل ہیں' قرآن اور مسلمان لازم و ملزوم ہیں۔ اگر قرآن کی اہمیت کسی کے دل میں نہ ہو تو وہ مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں ہوسکتا۔ اور پھر قرآن کی واضح ہدایت کسی خاص وقت اور زمانہ کے لئے نہیں کسی خاص ملک اور حالات کے لئے نہیں' بلکہ رہتی دنیا تک کے لئے اور عالم کے گوشے گوشے کے لئے یہ کتاب ہدایت ہے۔ مرور زمانہ اور اختلاف احوال قرآن کی محکم تعلیمات پر اثر انداز ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ قرآن جب سے نازل ہوا ہے' اللہ تعالیٰ کے ایک وعدہ کا ببانگ دہل اعلان کررہا ہے۔ اور رہ رہ کر امت مسلمہ کو جھنجوڑ رہا ہے کہ ذرا اس آیت کو غور سے پڑھو اور دیکھو کہ اللہ نے تمہاری کامرانی' عزت و عظمت اور شوکت و رحمت کے لئے کتنا آسان نسخہ تجویز فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا ہے اس کو ان کے لئے قوت دے گا اور ان کے اس خوف کے بعد مبدل بامن کردے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں' میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔" (سورہ نور)...... (از حضرت تھانویؒ)

اس عظیم وعدہ کے ایفاء کے مناظر دیکھنے ہیں تو خلفاء راشدین کا زمانہ دیکھئے' فتح یرموک کا نظارہ کیجئے' قیصر و کسریٰ کی حکومت کی پسپائی دیکھئے' سلطنت روم کی تباہی دیکھئے' خلافت بنوامیہ کی وسعت کا اندازہ لگایئے' خلافت عباسیہ کے ارتقاء کو دیکھئے' تاریخ سے پوچھئے' ماضی کی داستانوں سے سبق لیجئے۔ جب تک ایمان اور عمل صالح کا صحیح شعور مسلمانوں کا سرمایہ افتخار رہا' دنیا کی ساری طاقتیں ان کے زیر نگیں رہیں اور جب سے انہوں نے اپنے اس عظیم سرمایہ سے بے رخی اور بے توجہی برتی ہے وہ دوسروں کے دست نگر ہوگئے' اسلامی رعب رخصت ہوا' مسلمانوں کا دبدبہ جاتا رہا۔ اس لئے اب بھی وقت ہے کہ ہم قرآن کی تعلیمات کو اپنا کر نصرت خداوندی کے حقدار بنیں۔ اور ایمان اور عمل صالح کو اختیار کرکے اللہ رب العزت کے انعام کے مستحق قرار پائیں یہی قرآن کا پیغام ہے اور یہی وقت کی ضرورت ہے۔ امت کے عوام و خواص کو اپنی ذمہ داریاں محسوس کرنی چاہئیں۔ اور اصلاح امت کے لئے علماء کے شانہ بشانہ عملی جدوجہد میں حصہ لینا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ اصلاح امت کے لئے ان کوششوں کو قبول فرمائے۔ اور بار بار فرمائے۔ (آمین)

دعوت فکر

بصیرت

مولانا محمد اشرف کھوکھر

شب تاریک کی کوکھ سے سفیدہ سحر کی نمود ہوتی ہے تو چرند پرند اپنی اپنی زبان میں ایک عظیم صانع کی حمد و ثناء میں مصروف ہوجاتے ہیں اتنے میں آفتاب کی کرنیں شفق کی سرخی کو چوم کر کائنات ارضی کو نوید مسرت دیتی ہیں۔ ایک ننھی سی کرن گلاب کی کلی کو چومتی ہے تو رات کی ہوا کا آنسو جو شبنم کا قطرہ نہیں موتی بن کر کلی کی آغوش میں پناہ گزین ہوتا ہے گر جاتا ہے اور کلی کی انتہائی نرم و نازک پتیاں ایک دلنشین انداز میں کھل جاتی ہیں اور کلی کھل کر خوبرو و خوبصورت پھول بن جاتا ہے جو انسان جو کہ کائنات کی آنکھ کا تارا ہے کو نظارہ حسن کی دعوت دیتا ہے ایک صاحب عقل و خرد انسان کی آنکھ جب اس دلکش منظر کو دیکھتی ہے تو ۱۵۰۰۰۰ کلومیٹرفی سیکنڈ کی رفتار سے "دل" کو نوید مسرت دیتی ہے۔ ایک "اہل دل" جتنا اپنے قلبی و فور مسرت سے محظوظ ہوتا ہے اسے الفاظ کا جامہ پہنانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے اور پھر پکار اٹھتا ہے کہ "فتبارک اللہ احسن الخالقین"

اتنے میں ایک چھوٹی سی تتلی جو کائنات ارضی کے محسوس رنگوں کا دلکش نظارہ پیش کرتے ہوئے تلاش رزق میں پھول کے زر دانوں کو حاصل کرتی ہے اور وہ جس نرالے انداز میں اس کام میں مصروف بھنبھناہٹ کی آواز پیدا کرتی ہے وہ خالق کائنات کا نظارہ قدرت کو دیکھنے والی آنکھ کے لئے جو لطف پیدا کرتی ہے وہ منظر "اہل دل" محسوس تو کرسکتا ہے لیکن بیان کرنے سے قاصر ہے اور بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے "فتبارک اللہ احسن الخالقین"

خالق کائنات کی قدرت کا ایک عظیم شاہکار خاندان حشرات میں سے شہد کی مکھی ہے جو چشم بصیرت وا رکھنے والے انجینئروں کے ہدایت اور فیضان کا ذریعہ ہے۔ قدرت خداوندی کے اس عظیم شاہکار شہد کی مکھی میں انتہائی اہم سائنسی بصیرتیں ہیں۔ یہ مخصوص قسم کی آوازوں اور بازگشت کی مدد سے اپنے بنائے ہوئے مخروطی شکل کے گھر ڈھونڈتی ہے۔ کون نہیں جانتا؟ کہ یہ مختلف پھولوں سے زردانے اور خوراک حاصل کرکے اپنے اندر ایک لیبارٹری کے ذریعے سے انسان کی بھلائی کے لئے رنگ برنگ کا ایک شربت تیار کرتی ہے۔ جو انسان کے لئے ایک عظیم تحفہ اور عطیہ خداوندی ہے۔ ایک صاحب عقل و خرد جب اس انوکھے عطیہ خداوندی کو دیکھتا ہے تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ کیا کوئی دنیا کا بڑے سے بڑا سائنس دان بے شمار وسائل سے مالا مال لیباٹری اور فیکٹری میں شہد تیار کرسکتا ہے؟ انتہائی غور طلب بات ہے۔

کیا آپ نے کبھی یہ محل دیکھا ہے جو میں اس وقت اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں؟

میرے سامنے ایک خوبصورت محل ہے' مضبوط قلعہ ہے' جو چاروں طرف سے بند ہے' جس کی دیواریں بڑی مضبوط ہیں' اس میں کوئی روشندان نہیں' کوئی کھڑکی نہیں' کوئی دروازہ نہیں رسد اور خوراک کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' ہوا کے آنے جانے کا بھی کوئی ذریعہ نہیں محل کو باہر سے سفیدی کرکے خوبصورتی میں اضافہ کردیا گیا ہے۔ چاندی کی طرح چمک رہا ہے اور اندر سے رنگ کردیا گیا ہے سونے کی طرح دمک رہا ہے' اوپر نیچے دائیں بائیں ہر طرف سے بند ہے۔ اچانک اس کی ایک دیوار گر پڑتی ہے اور اس بند محل سے ایک جاندار خوبرو آنکھوں والا' خوبصورت شکل والا' پیاری پیاری اور دلکش بولی والا چلتا پھرتا نکل آتا ہے اور اسی لمحے وہ اپنے دشمن کو جانتا ہے اور اپنے مہربان کو بھی پہچانتا ہے اور وہ کھانا چگنا بھی جان لیتا ہے۔

بتایئے اس محفوظ اور بند محل میں اسے پیدا کرنے والا' اس کی ہڈیاں' جسم اور گوشت پوست بنانے والا' اس کی خوبرو چونچ اور اس کی ٹانگیں بنانے والا کوئی انسان ہوسکتا ہے؟ اس کو بلی اور کوے سے بچنے اور اس مرغی کے چوزے کو اپنی ماں کے دامن میں پناہ لینے کا شعور دینے والا کوئی ہے کہ نہیں؟ یقیناً" ہے اور وہ ایسی ذات ہے جس کی قدرت ناپید کنار سمندر کو چلوؤں سے ناپنا انسانی عقل و شعور اور فہم و ادراک سے ماورئی ہے۔ "ان چیزوں میں بے شک عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔"۔

کھلتے ہوئے عقدے نظر آتے ہیں ہزاروں
معلوم ہوا عقدہ کشا بھی ہے کوئی چیز
تدبیر سدا' راست جو آتی نہیں اکبر
انسان کی طاقت سے سوا بھی ہے کوئی چیز

○

بیگم سید اصغر حسین

مغربی معاشرت کی تقلید

دور جدید فیشن پرستی و آزادی کا جو منظر پیش کررہا ہے اور تعلیمی ترقی کا جو بھیانک مظاہرہ ہمارے سامنے ہے وہ ایسا طوفانی سیلاب ہے کہ اس کے مقابلہ میں آج ہم اپنے کو بالکل بے بس پارہے ہیں' افسوس ہمارا ماضی کیا تھا اور اب ہم کیا ہیں۔ آزادی و فیشن پرستی کی بڑھتی ہوئی رفتار کم ہوتی نظر نہیں آتی بلکہ روز افزوں ترقی پر ہے' تعلیم کا شور ہے لیکن نہ کوئی اصلاح ہے نہ کوئی اچھا تغیر بلکہ حیوانیت اور خدافراموشی بڑھتی جارہی ہے قرون اولیٰ کی مسلم خواتین نے سیرت و کردار کا جو نمونہ ہمارے سامنے پیش کیا تھا ہم نے اس کو بالکل پس پشت ڈال دیا ہے۔ اسلامی معاشرت کی خوبیوں سے ہم محروم ہوچکے ہیں بلکہ ہم نے ان کو حرف غلط کی طرح مٹادینے کا تہیہ کرلیا ہے اور اس کی جگہ مغربی معاشرت کی تقلید ہربات میں ضروری سمجھ لی ہے اور اس تقلید کو ترقیوں کا زینہ سمجھ رکھا ہے جس کی وجہ سے خیالات مطمع نظر اور زاویہ نگاہ میں زمین و آسمان کا انقلاب پیدا ہوگیا ہے ہم اپنی تہذیب' اپنے اخلاق' شرم و حیاء' دینی حمیت' مذہبی غیرت' غرض کہ اپنی ہر قیمتی چیز کو چھوڑ چکے ہیں البتہ بداخلاقی بے حیائی' بے شرمی پورے عروج پر ہے' ایک زمانہ تھا کہ دوسری قوموں کی خواتین نے ہماری تقلید میں پردہ اختیار کرلیا تھا لیکن آج اس پردہ کی ہمارے ہی ہاتھوں دھجیاں اڑ چکی ہیں' آج کے دور کی مسلم خواتین کا لباس دیکھئے دوپٹہ مفلر کا کام دیتا ہے' کتنے ہی مرد بیٹھے ہیں دوپٹہ سرپر ڈالنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی جاتی' بے حجابی بلکہ عریانی اور برہنگی ترقی یافتگی کی نشانی سمجھی جاتی ہے' یہ حال ہے ان مسلم خواتین کا جن کا مذہب ان کو غیر مردوں کے سامنے سر کھولنے بلکہ بے تکلفی سے بات چیت کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتا' کیسا انقلاب ہے کہ آج ان پردہ دار خواتین کو جو اپنی صنفی شرم و حیاء اور اسلامی احکام کی پیروی میں چراغ خانہ ہی بنی ہوئی ہیں اور شمع محفل بننے کا مغربی نظریہ انہوں نے قبول نہیں کیا ہے آج ان کو جاہل و دقیانوسی سمجھا جاتا ہے اور ان کا مذاق بنایا جاتا ہے۔

انفرادی اور شخصی بگاڑ کے علاوہ اجتماعی بگاڑ کی یہ افسوناک مثال ہے کہ بعض وہ یونیورسٹیاں جہاں پردہ کی پابندی کے ساتھ لڑکیوں کو تعلیم دی جاتی تھی آج وہاں پردہ کا نام لینا جرم ہے۔ ہم خود ہی اپنی اس تباہی کے ذمہ دار ہیں کسی سے کیا شکایت! بے حجابی کا یہ طوفان ایسا عالمگیر ہے کہ اس کی زد سے کوئی اسلامی ملک بھی محفوظ نہیں اور یہ سب کچھ قومی ترقی کے نام پر ہورہا ہے حالانکہ یہ محض فریب ہے' میں پوچھتی ہوں کہ ہماری یہ ترقی یافتہ اور آزادی بے حجابی کی دلدادہ بہنیں بتائیں کہ انہوں نے قوم کی ترقی کے لئے کیا کیا ہے اور آج جب کہ مسلمان قوم انتہائی ذلت و پستی کے عمیق غار میں گری ہوئی ہے وہ قوم کو سربلند کرنے اور اس قعر مذلت سے نکالنے کے لئے کیا کررہی ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ میں اگر خواتین کے کچھ قابل یادگار اور لائق فخر کارنامے ہیں تو وہ انہیں کے ہیں جو شرم و حیاء اور اسلامی تعلیمات کی پیروی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلنے والی تھیں۔

بہت سی بہنیں کہہ دیتی ہیں کہ آج کل لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے اور پردہ نشینی اور شرم و حیاء کے دوسرے ایسے قدامت پرستانہ تقاضوں کی پابندی کے ساتھ تعلیم حاصل نہیں کی جاسکتی' میں کہتی ہوں کہ یہ محض دھوکہ ہے اول تو جو تعلیم بغیر بے پردگی اور بے راہ روی کے حاصل نہ کی جاسکے وہ ہرگز ہمارے لئے ضروری نہیں ہے دوسرے یہ کہ بالکل غلط ہے کہ کوئی تعلیم بے پردگی کے بغیر حاصل نہیں کی جاسکتی آج بھی ایسے گھرانے موجود ہیں جن کی غیرت مند بیٹیاں شرم و حیاء اور پردہ کی پوری پابندی کے ساتھ تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ تعلیم اور بے پردگی و آزادی میں ہرگز ایسا بہناپا نہیں ہے کہ ایک کے بغیر دوسرے کا تصور نہ کیا

جاسکے' اور اب تو تعلیم کے ساتھ صرف بے حجابی ہی کا مسئلہ نہیں رہا بلکہ اب تو یہ بھی کہا جارہا ہے کہ تعلیم صرف مخلوط ہی ہو سکتی ہے گویا اب لڑکیوں کے لئے یہ بھی ضروری بتایا جارہا ہے کہ وہ غیر مردوں کے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر ہی تعلیم حاصل کرسکتی ہیں (جن میں مختلف قوموں کے مرد بھی ہوسکتے ہیں) حالانکہ یہ بھی بکواس ہے یہ چیز اخلاق و عفت کے علاوہ خود تعلیم کے لئے بھی یقیناً" مضر ہے اور اس کے ایسے بھیانک نتیجے سامنے آچکے ہیں جن کے علم میں آنے کے بعد شرافت و غیرت رکھنے والا کوئی انسان بھی میری رائے سے اختلاف نہیں کرسکتا۔

آخر میں اپنی بہنوں سے کہتی ہوں کہ سنجیدگی سے غور کریں اور فیصلہ کریں کہ وہ زندگی کا کونسا طریقہ اور کونسا اصول پسند کرتی ہیں' آیا وہ جس کی تعلیم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اور جو آپ کی ازواج مطہرات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و حفصہ رضی اللہ عنہا وغیرہ اور آپ کی بنات طاہرات حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا وغیرہ اور قرون اولیٰ اور بعد کے زمانوں کی نیک سیرت مسلم خواتین کا طریقہ اور اصول تھا یا وہ طریقہ اختیار کرنا چاہتی ہیں جو مغربی ممالک کی ان حیاء باختہ عورتوں کا طریقہ ہے جو اپنے کو خدا سے بے تعلق کرچکی ہیں اور آخرت کی جزا و سزا کے یقین سے ان کے دل خالی ہوچکے ہیں اس لئے مذہب اور اصول اخلاق کی پابندی کا ان کے سامنے کوئی سوال نہیں رہا ہے الغرض خدا پرستی و پیروی مذہب اور نفس پرستی و آوارگی کے دو طریقوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے اور دوسرے کو چھوڑنے کا ہم کو سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں راستے ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں کہیں بھی یہ ملتے نہیں ہیں' ان میں سے کسی ایک راستہ پر چلنے والی کے لئے دوسرے کو چھوڑنا ضروری ہے۔ میری بہنیں سوچیں اور فیصلہ کریں۔

افسوس ہماری عقلوں پر کیسے پردے پڑ گئے ہیں علماء دین اور ہادیان مذہب دینی پلیٹ فارموں سے چیخ چیخ کر ہم کو خدا کی طرف بلاتے ہیں لیکن ہم ہیں کہ ان کی بات توجہ اور دلچسپی سے سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں ان کی آواز صدا بہ صحراء ثابت ہورہی ہے' ایسے جلسوں میں ہمارا دل ہی نہیں لگتا۔ ہماری دلچسپیوں کا مرکز سینما و دیگر تفریح گاہیں ہیں جہاں ہم کو اپنی زندگی کی منزل نظر آتی ہے۔

اب تو لڑکے لڑکیوں کی شادی سے بھی والدین بری الذمہ ہوتے جارہے ہیں اب شادیاں کافی ہاؤس یا سینما میں طے ہوا کرتی ہیں۔

کاش ہم سوچیں کہ ہماری اس روش نے ہم کو اور ہماری قوم کو کچھ بلند کیا ہے یا نیچے گرایا ہے؟

یا رب ہمارے حال پر رحم فرما' ہم کو اور ہماری آئندہ نسلوں کو اسلام پر زندہ رکھ اور اسلام ہی پر آخرت میں اٹھا۔ (آمین)

یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو تڑپا دے جو روح کو گرما دے

جبار کارپٹس

زینت کارپٹ • مون لائٹ • پاک پنجاب کارپٹ
یونائیٹڈ کارپٹ • ویلنٹن کارپٹ • اولمپیا کارپٹ

ڈیلرز

PH:6646888-6647655
FAX:092-21-521503

مساجد کیلئے خاص رعائت

۴، این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک جی
برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

شمس الدین قاسمی' برنلے

احمد برازیلی کا قبولِ اسلام

(نوٹ) احمد برازیلی کے تاثر میں دیکھیں کہ وہ کس طرح تثلیث کے بھول بھلیوں اور پادری کے سفارشی ہونے سے پریشان ہیں' اس طرح کتنے عیسائی تثلیث اور سفارشی سے پریشان ہوں گے

الجامعۃ الاسلامیہ نوٹنگم (برطانیہ) عربی اول کے ایک محنتی طالب علم کو ہم لوگ "احمد برازیلی" کہتے ہیں۔ یہ برازیل کے شہر سنپال کے باشندے ہیں یہ تین سال پہلے تک عیسائی مذہب رومن کیتھولک کے پیروکار تھے' اس وقت ان کا نام میس ٹیکلس تھا۔ ان کے والدین پکے عیسائی تھے اس لئے ان کو کثرت کے ساتھ چرچ لے جایا کرتے تھے تاکہ یہ بھی عیسائیت میں پختہ اور مضبوط ہوجائے اور ان کا مبلغ اور داعی بن جائے۔ احمد صاحب فلسفہ کے طالب علم تھے' اس میں ان کو اچھی مہارت تھی اس لئے وہ ہر مسئلے کے دلائل پر اچھی طرح غور کرنے کے عادی تھے۔ ایسے اعتقادات کا جو مسئلہ فطرت سے بہت دور عقل کے خلاف اور متضاد باتوں پر مبنی ہوتے ان پر ان کا ذہن بار بار اٹک جاتا اور سوچتا رہتا کہ یہ بات بالکل خلاف عقل و فطرت ہے' آسمانی اور خدائی مذہب میں یہ کیسے درست ہوسکتی ہے' چنانچہ چرچ کے پادری صاحب جب یہ بات سمجھانے کی کوشش کرتے کہ باپ (خدا) بیٹا (حضرت عیسیٰ) اور ہولی گھوسٹ (روح القدس) تین اہم خدا ہیں پھر فوراً" کہتے کہ یہ تینوں چیزیں ایک ہی ہیں تو احمد پریشان ہو جاتا کہ تین خدائیں الگ الگ ہوں پھر ایک ہی شئے ہوں یہ متضاد باتیں کیسے ہوسکتی ہیں' پھر یہ تضاد کسی جزئی مسئلہ میں نہیں تھا بلکہ عیسائیت کے سب سے پہلے اور اہم مسئلے میں واقع تھا اس لئے وہ تثلیث کے اعتقاد سے انتہائی پریشان ہوتے' پادری صاحب ان کے چہرے سے شکوک و شبہات کی چنگاری بھانپ لیتے اور بار بار ان کو سمجھانے کی کوشش کرتے لیکن احمد صاحب کی فطرت سلیمہ اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی۔

جناب احمد صاحب کے والد رومن کیتھولک کے پیروکار تھے رومن کیتھولک کے یہاں پادری اللہ اور امت کے یہاں شفارشی مانا جاتا ہے' پادری کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ اللہ کی جانب سے کسی آدمی کے گناہ کو معاف کردے یا کسی آدمی کی اللہ کے یہاں سفارش کرے بغیر پادری کے واسطے کے کوئی انسان خدا تک قربت حاصل نہیں کرسکتا' احمد صاحب کے ذہن میں زبردست خلجان رہتا تھا کہ ایک آدمی جو ہماری ہی طرح انسان ہے وہ خدا کی جانب سے گناہ بخشنے والا کیسے ہوسکتا ہے؟ ہم گناہگاروں کا رابطہ براہ راست خداوند کریم سے کیوں نہیں ہوسکتا نعوذباللہ یہ کیسے خدا ہیں کہ انہوں نے ایک آدمی کو اپنے اور امت کے درمیان حائل کر رکھے ہیں۔

احمد صاحب کو یہ بات بھی بار بار ستاتی تھی کہ ان کو صلیب کی تصویر کی پوجا کرنے کی ترغیب دی جاتی تھی۔ وہ سوچتے تھے کہ تصویر ہمارے ہاتھوں کی مصنوعات ہے پھر بھی اس میں کونسی قوت آگئی ہے کہ ہم اس کو پوجا کریں اور اس کو خدا مانیں۔

جناب احمد صاحب جہاں عیسائیت کی اور خامیوں کے بارے میں حیراں اور سرگرداں رہتے اور بطور خاص ان تین اہم اعتقاد تثلیث پادری کا سفارشی اور تصویر کی پوجا کے بارے میں بہت متفکر رہتے تھے اسی دوران انہوں نے اپنی زبان پرتگیز میں دستیاب اسلامی کتب کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ وہ اسلام کے بارے میں جتنی گہرائی میں پہنچتے اتنی ہی ان کو سرور' خوشی اور مسرت حاصل ہوتی وہ کہتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ اس بات سے اطمینان ہوا کہ اسلام اس بات کا اولین داعی ہے کہ ہمارا خدا صرف ایک ہے' وہی کارساز ہے اور تنہا' وہی ہمارے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے' ہم نہ کسی پادری کے محتاج ہیں اور نہ کسی "بیٹے" اور گھوسٹ کے دست نگر ہیں' ہم اپنے خالق و مالک سے براہ راست رابطہ رکھ سکتے ہیں اور جتنا چاہے تقرب حاصل کرسکتے ہیں اور یہی وہ توحید خالص کی تعلیم ہے جس نے مجھے عیسائیت سے نکال کر ایمان لانے اور اسلام پر مرمٹنے کی طرف کھینچ لائی۔

وہ کہتے ہیں کہ میرا دل اس بات سے بھی بہت شاد ہے کہ مسلمان تمام رسولوں اور نبیوں کو یکساں محترم اور مکرم مانتے ہیں وہ کسی نبی کی ادنیٰ توہین بھی برداشت نہیں کرتے بلکہ ان نبیوں کے صحابی کا بھی نام احترام سے لیتے ہیں

اس کے برخلاف عیسائیت و یہودیت میں اتنا غلو ہے کہ اپنے نبیوں کو خدا تک کا درجہ دے دیتے ہیں اور دوسرے نبیوں کی صرف انکار ہی نہیں توہین تک کے درپے ہوجاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے بھیجے ہوئے سارے نبی یکساں قابل احترام ہیں۔ ہم لوگ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام احترام سے لیتے ہیں اور ان پر سلام بھیجتے ہیں تو احمد صاحب آج بھی خوشی سے جھوم اٹھتے ہیں۔

احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے ملک برازیل میں بہت سے لوگ ہیں جو حق کے متلاشی ہیں، لیکن وہاں صحیح انداز میں اسلام کو پیش کرنے والے مسلمان نہیں ہیں کچھ عرب حضرات وہاں رہائش پذیر ہیں لیکن وہ سنت پر اتنا عمل پیرا نہیں ہیں اور نہ اچھے انداز میں تبلیغ و دعوت کے فرائض کو انجام دیتے ہیں وہ لوگ تقریباً" ہماری طرح دنیا کمانے میں لگے ہوئے ہیں اس لئے اسلام کو کوئی خاصی ترقی نہیں ہے، کاش! کہ یہ نسلی مسلمان دعوت و تبلیغ کو اوڑھنا بچھونا بناتے تو کتنے برازیلی جہنم کی آگ سے بچ جاتے اور ایمان و یقین کی دولت سے مالا مال ہوتے۔

جناب احمد صاحب بڑے وجد کے انداز میں اس بات کو دہراتے ہیں کہ کروڑوں عیسائی ایسے ہیں کہ صرف ماحول کے اثر اور معاشرے کے دباؤ کی وجہ سے تثلیث کی بھول بھلیوں کو رسمی طور پر تسلیم کئے ہوئے ہیں لیکن ان کا ذہن تثلیث کے تضاد سے قطعاً" غیر مطمئن ہے۔ البتہ معاشرے کا دباؤ اتنا ہے کہ میری طرح جرات کے ساتھ اس اعتقاد سے احتجاج نہیں کرسکتے اور بادل نخواستہ اس تضاد کو مان لیتے ہیں، میرا تو یقین ہے کہ خود پادری صاحب اور مبلغ کا ذہن بھی اس تضاد سے مطمئن نہیں ہے لیکن معاشرہ کو اور عہدہ کو نبھانے کے لئے وہ اس کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔

احمد صاحب کا عزم یہ ہے کہ وہ پہلے دینی علوم میں مہارت پیدا کریں گے پھر برازیل جاکر ایک نومسلمہ لڑکی جو ابھی کالج میں زیر تعلیم ہے ان سے شادی کریں گے اور اپنا گھر بسا کر اعلیٰ پیمانہ پر تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کا کام کریں گے وہ کہتے ہیں کہ پورے برازیل میں حقانیت اسلام کی اشاعت کرنے کا میرا مکمل ارادہ ہے واللہ المستعان

قابل غور باتیں:

یہ بات انتہائی قابل غور ہے کہ اہل مغرب بار بار یہ دہراتے ہیں کہ اسلام تلوار کی زور سے

باقی صفحہ ۳۶ پر

محمد فاروق قریشی

بطلِ حریت مولانا مفتی محمودؒ

مولانا مفتی محمود کی قلزم ہستی کا ایک ایک قطرہ حریت فکر اور بے خوفی سے معمور ہے۔ انہوں نے قوم کو جدید استعمار کی چیرہ دستی سے نجات دلانے کے لئے مشعل جاں کو روشن کئے رکھا' فرنگی استبداد سے لیکر قیادت کے عہد اختتام پرستی تک اور عوامی حکمرانوں سے لیکر اولی الامر منکم کی تہمت اسلامی کے دور ہمایونی تک بھیس بدل بدل کر آنے والوں اور بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والوں کے خلاف مسلسل بلا شرکت غیرے ایک اللہ کی حاکمیت اور انسان کی آزادی' محور انسانیت اور اسلامیت کا علم تھامے رکھا۔ ان کا عقیدہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق تھا کہ "انسانوں کو ان کی ماؤں نے آزاد جنا ہے پھر تم نے انہیں کب سے غلام بنالیا۔" ان کا نظریہ بقول حکیم مشرق یہی تھا کہ۔

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحر بیکراں ہے زندگی

ان کی تنظیمی زندگی کا آغاز دور طالب علمی میں "انصار الاسلام" میں شمولیت سے ہوا لیکن باقاعدہ سیاسی زندگی کی ابتداء ۱۹۴۲ء میں انگریزی حکومت کے خلاف "ہندوستان چھوڑ دو" مولانا مفتی محمودؒ نے پاکستان میں ۱۹۵۲ء سے باقاعدہ سیاسی اور جماعتی جدوجہد کا آغاز کیا جو ہماری ملی تاریخ کا انتہائی ناگفتنی دور تھا۔ حکومتوں کا بدلنا موسمی تغیرات کو بھی شرما رہا تھا۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات میں ایک دینی مدرسہ کے معلم جس کی ہمارے جاگیردارانہ معاشرے میں بظاہر کوئی قدروقیمت نہ تھی' ملکی حالات میں استحکام پیدا کرنے اور قوم کی ناؤ کو صحیح رخ پر ڈالنے کے لئے سیاسیات میں در آنا انتہائی بے خوفی کا مظہر تھا۔ ۱۹۵۳ء میں اس دور کے وزیر خارجہ چوہدری ظفراللہ خان جو عقیدہ کے اعتبار سے قادیانی تھے کی مرزائیت نواز پالیسی اور جمہور مسلمانوں کے خلاف قادیانی سازش اور مسلم لیگ حکومت کی ناعاقبت اندیش پالیسی کی بناء پر تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو ملک میں خصوصاً پنجاب میں تشدد کا بازار گرم تھا۔ لاٹھیوں اور گولیوں سے قوم کے جذبات سرد کرنے کی احمقانہ پالیسی سے قوم کے ہزاروں جوان خاک و خون میں تڑپا دیئے تو مولانا مفتی محمودؒ نے ایک حجرہ نشین عافیت پسند غیر سیاسی مولوی کا کردار ادا کرنے کی بجائے انتہائی جرات مومنانہ کے ساتھ عوام کی قیادت کرتے ہوئے ہر ظلم و ستم کے لئے سینہ سپر ہوئے۔ ملتان کے گلی کوچوں نے دیکھا کہ قاسم العلوم میں کھجور کی چٹائی پہ بیٹھ کر طلباء کو پڑھانے والا ایک انتہائی سادہ لوح مولوی قوم کے ابتلاء کے موقعہ پر شعلہ جوالا بن گیا ہے علامہ مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

مفتی صاحب کی عالی ہمتی کی داد دیجئے کہ انہوں نے صوبہ سرحد کی سنگلاخ وادیوں اور ڈیرہ اسمٰعیل خان جیسے پسماندہ علاقے سے خوانین کلچر کی موجودگی میں ۱۹۶۲ء میں قومی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لیا۔ ملک میں ایوب خان کا طوطی بول رہا تھا اور بنیادی جمہوریت کے نسخہ کیمیا کو اپنی سیاسی بالادستی اور اقتدار کے استقرار و استحکام کے لئے مجرب نسخہ کے طور پر استعمال کیا جارہا تھا لیکن مفتی محمودؒ تو اپنی دھن کے پکے اور لگن کے سچے تھے وہ اس قسم کے خطرات کو کب خاطر میں لاتے تھے بلاخوف و خطر میدان میں کود پڑے۔ حالانکہ جمعیت علماء اسلام اس وقت ملک کی کوئی موثر اور مستحکم جماعت نہ تھی وسائل کے باب میں ان کی مثال ایک بے تیغ سپاہی کی تھی۔ اس کے باوجود ان کی ہمت و استقامت اور نصرت خداوندی کی بناء پر اپنے تمام مخالفین کی ضمانتیں ضبط کرادیں صرف ایک امیدوار نواب زادہ فتح اللہ خان اپنی ضمانت بچانے میں کامیاب ہوئے لیکن ان کے ووٹوں کے تعداد بھی مفتی صاحب کے حاصل کردہ ووٹوں سے نصف تھی۔ ایک قائد کے لئے جرات و ہمت اور استقامت بنیادی عناصر کا درجہ رکھتے ہیں ایک کوتاہ اندیش اور بزدل شخص کسی بھی تحریک اور جماعت کی قیادت کا اہل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کم ہمت اور پست ذہنیت کے حامل افراد کسی بھی جماعت اور تحریک کے زوال کا یقینی سبب ہوتے ہیں۔ مفتی صاحب مجسم شجاعت تھے' خوف نام کی چیز ان میں نہیں تھی۔ اکثر فرمایا کرتے کہ انسان کو انسان کی غلامی زیبا نہیں صرف اور صرف ایک خدا سے ڈرنا اور اس کی بندگی کرنا چاہیے۔ وہ مولانا ظفر علی خان کے شعر کی مجسم تصویر تھے۔

کیا ڈر ہے جو ہو ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے

۱۹۶۷ء میں ایوب خان کے اقتدار کا سورج

نصف النہار پر تھا کہ ان کے درباری بیربلوں اور ملادوپیازوں نے اصلاحات کا ڈنکا بجانے کے لئے دس سالہ ترقی کا جشن منانے کا مشورہ دیا اور اس پر عمل در آمد کرانے کے لئے ملکی وسائل کو بے دریغ لٹانا شروع کردیا۔ جشن ملتان کے نام پر بھی بے حیائی اور فحاشی کے پروگرام کئے گئے اس وقت ہر سو سناٹا طاری تھا' لیکن مفتی محمودؒ نے بلاخوف و خطر حکومت کو سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے یہ پروگرام بند کرنے کا مطالبہ کیا اگرچہ مفتی صاحب کو اپنی اس جرات ایمانی کی بناء پر حوالہ زنداں ہونا پڑا لیکن ان کا یہ عمل اقتدار کے شیش محل پر پہلا پتھر ثابت ہوا اور بالآخر ملک کے اطراف و اکناف سے بھی حکومت کے اقدامات کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔

علماء کے بارے میں ہمارے معاشرے کا یہی تاثر ہے کہ یہ مسجد اور مدرسہ کی مخلوق ہے۔ انگریز نے ایک صدی کے قریب برصغیر کے عوام کے ذہن میں یہ بات بٹھادی ہے کہ ان کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ "مولوی" ہے اور جب تک اس سے تعلق رہے گا ترقی نہیں کرسکتے۔ اس نے اپنے کلچر میں بھی پوپ کے کردار کو چرچ تک محدود کردیا تھا۔ اس کی سازش تھی کہ مولوی کو بھی صرف اور صرف مسجد کی چاردیواری تک محدود کرکے مسلمانوں کو دین سے بیگانہ کردیا جائے اور اس طرح ایک تیر سے دو شکار کئے جائیں اولاً" یہ کہ علماء حق نے چونکہ اس کے استبداد کے خلاف سب سے پہلے بغاوت کی تھی اس لئے اس طبقہ کو بے وقعت اور تنہا کرکے اپنے انتقام کی آگ کا ٹھنڈا کیا جاسکے اور دوم یہ کہ مسلمانوں کو دین سے بے بہرہ کرنے کے لئے اس کے علاوہ کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوسکتی کہ علماء سے ان کا تعلق ختم کردیا جائے۔ مفتی محمودؒ نے علماء کو متحد کرکے میدان عمل میں لانے کا بیڑہ اٹھایا اور معاشرے میں انہیں ایک فعال عنصر بنانے کا عزم کیا۔ جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر ملک کے اکثر علماء کو جمع کرکے انہوں نے اپنی عالی ہمتی اور بلند حوصلگی کا ثبوت دیا۔ مئی ۱۹۶۸ء میں حکومت سے نفاذ شریعت کے مطالبہ کے لئے "آئین شریعت کانفرنس" کے نام پر لاہور میں ملک کے علماء کو یکجا کیا اور پاکستان کی تاریخ میں شاید یہ پہلا موقع تھا کہ پانچ ہزار سے زائد ملک کے پانچوں صوبوں سے آئے ہوئے علماء نے نفاذ شریعت کے لئے لاہور کی شاہراہوں اور گلی کوچوں میں مظاہرہ کیا۔

مفتی محمودؒ عزم و ہمت کا ہمالہ تھے وہ تھکنا اور ہار ماننا نہیں جانتے تھے' انہوں نے صرف جمعیت علماء اسلام کے اسٹیج سے ہی نفاذ شریعت کی بات نہیں کی بلکہ وہ انسانی حقوق کی بحالی اور آمریت کے خاتمہ کے لئے دیگر جماعتوں سے مل کر بھی آمران وقت پر دباؤ ڈالتے رہے۔ جنوری ۱۹۶۹ء میں ڈھاکہ میں ملک کی سیاسی جماعتوں کا اتحاد جمہوری مجلس عمل کے نام سے ہوا اس میں مفتی محمودؒ کی کاوشوں کا سب سے زیادہ حصہ تھا اس طرح ۱۰ مارچ ۱۹۶۹ء کو پاکستان کی پہلی گول میز کانفرنس میں مفتی محمودؒ نے نہ صرف شرکت کی بلکہ اس کو موثر اور مفید بنانے کے لئے مثبت تجاویز بھی پیش کیں۔ ایوب خان نے اقتدار عوامی نمائندوں کو منتقل کرنے کی بجائے اپنے جانشین جنرل یحییٰ خان کو دینے میں عافیت سمجھی اور یوں محض چہرہ تبدیل ہوا' باقی معاملات جوں کے توں رہے۔ جنرل یحییٰ خان نے حالات میں بہتری پیدا کرنے کی بجائے مزید الجھانے کا عمل شروع کردیا۔ انہوں نے ایوب خان کے انجام سے کوئی سبق سیکھنے کی ضرورت محسوس نہ کی بلکہ خود تجربات کرنا شروع کردیئے۔ ان کے بڑے بھائی آغا عباس انٹیلی جنس کے سربراہ تھے اور امریکی امداد پی ایل ۴۸۰ کی کروڑوں کی رقم انہوں نے قومی مفادات کی بجائے سازشوں کی نذر کرنا شروع کردیا۔ امریکی سفیر مسٹر کارلینڈ کھلے بندوں ملک میں دورے اور قومی معاملات میں مداخلت کررہے تھے یہ حالات یقیناً" تشویشناک تھے۔ ایسے میں ان اقدامات اور امریکی سفیر کی ناپسندیدہ سرگرمیوں کے خلاف سب سے توانا آواز مولانا مفتی محمودؒ کی ہی تھی۔ انہوں نے جون ۱۹۷۰ء میں بیرون دہلی دروازہ لاہور میں ایک بار ملک بھر سے علماء اور کارکنوں کو آئین شریعت کانفرنس کے عنوان سے اکٹھا کیا۔ حکومت کی عوام دشمن پالیسی پر سخت گرفت اور امریکی سفیر کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر ملک سے نکالنے کا مطالبہ کیا۔ ۲۷ فروری ۱۹۷۰ء روزنامہ امروز لاہور کی ایک خبر ملاحظہ فرمائیں:

"جمعیت علماء اسلام کے راہنما مولانا مفتی محمودؒ نے کہا ہے کہ موجودہ آئینی بحران ملک کے سیاسی حالات کا نتیجہ نہیں بلکہ امریکی سازش کا پیدا کردہ ہے۔ امریکہ اس خطرہ میں اپنے وسیع تر مفادات کی خاطر مشرقی اور مغربی پاکستان کو الگ کرکے مشرقی صوبے کو دوسرا ویت نام بنانے پر تلا ہوا ہے۔ انہوں نے پاکستان میں متعین امریکی سفیر کو اس سازش کا محرک قرار دیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ انہیں بلاتاخیر غیرپسندیدہ شخص قرار دیکر ملک بدر کرے اور امریکی سفارتی عملے کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرے۔"

غور فرمائیں کہ کیا کوئی معمولی دل گردے کا آدمی یہ باتیں کہہ سکتا ہے؟ کیا حالات نے ان کی ایک ایک بات کو صحیح ثابت نہیں کردیا؟ اسی طرح ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں ان کے خلاف جو طوفان برپا کیا گیا اس پر بھی مخالفین کی ذرہ برابر پروا نہ کی یہاں تک کہ جب کچھ علماء کو ایک سازش یا بدگمانی کے ذریعہ ان کی جماعت کے خلاف سرگرم عمل کیا گیا تو انہوں نے اپنی

جماعت کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے صرف اتنا کہا کہ:

"یہ بے عمل علماء ہمارا راستہ نہیں روک سکتے"

وہ حکومت، جاگیرداروں خوانین اور سرداروں یہاں تک کہ کچھ دینی جماعتوں اور علماء کی مخالفت کے باوجود اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور ملک میں جمعیت علماء اسلام نے ریکارڈ ووٹ حاصل کئے۔ الیکشن کے بعد یحییٰ اور بھٹو سازش کے تحت مغربی پاکستان کی دیگر جماعتوں پر دباؤ ڈالا جارہا تھا کہ وہ ڈھاکہ قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کریں لیکن مفتی محمودؒ نے اعلانیہ کہا کہ اجلاس میں شرکت نہ کی گئی تو ملکی سالمیت خطرہ میں پڑ جائے گی روزنامہ مشرق لاہور ۱۰ فروری ۱۹۷۱ء اس مرد حق آگاہ نے بلاخوف و خطر کہا کہ:

"مغربی پاکستان کی کسی جماعت نے اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ کیا تو اس سے ملک کے دونوں حصوں میں اختلافات کی خلیج وسیع تر ہوجائے گی اور ملک کی سالمیت اور اتحاد کو شدید نقصان پہنچے گا۔"

مفتی صاحبؒ سے جب بھٹو صاحب نے اجلاس میں شرکت نہ کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے اس کو قبول نہ کیا بلکہ اعلانیہ کہا کہ:

"مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ کرکے راہ فرار اختیار کی ہے، لیکن ہم ملک کے اجتماعی مفاد کے لئے آخر دم تک اسمبلی کے اندر جنگ جاری رکھیں گے۔"

(روزنامہ مشرق ۲۰ فروری ۱۹۷۱ء)

مفتی صاحبؒ کے انتباہ کو صاحبان اقتدار نے ایک مجذوب کی بڑ کے مترادف خیال کیا اور ایک عالمی سازش کے تحت ملک کو دولخت کردیا گیا بھٹو صاحب کے سول مارشل لائی دور میں بحالئ جمہوریت اور بنیادی حقوق کی بحالی کے لئے جو جدوجہد کی گئی تھی اس کے سرخیل بھی مولانا مفتی محمودؒ تھے۔ ۱۹۷۲ء میں جب صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ کے طور پر حکمران بنے تو بھی ان کے قول و عمل میں مکمل مطابقت تھی ورنہ ہماری ملی تاریخ تو حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی تضاد عملی کا شاہکار ہے، مفتی صاحب نے بطور وزیر اعلیٰ اپنے صوبہ میں ایک دن بھی دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ نہیں کیا کسی سیاسی ورکر کو قید نہیں کیا نہ ہی ضمانت کو پابہ زنجیر کیا حتی المقدور صوبے میں اسلامی قوانین کا نفاذ اور غیر شرعی قوانین کا خاتمہ کیا۔ یہاں تک کہ وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے ۲۰۰۰ روپے ماہانہ کرایہ کے بنگلہ میں رہنے سے انکار کردیا اور بحیثیت وزیر اعلیٰ کوئی تنخواہ بھی نہیں لی، گویا مفتی صاحب محض گفتار ہی کے نہیں بلکہ کردار کے بھی غازی تھے۔ مفتی صاحب کی بہادری اور جرات کی مثال اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ جب ۱۵ فروری ۱۹۷۳ء کو بھٹو صاحب نے بلوچستان کی حکومت معزول کی تو انہوں نے اعلیٰ جمہوری روایات کی پاسداری کے طور پر صوبہ سرحد کی وزارت عالیہ سے استعفیٰ دے دیا۔ بھٹو صاحب نے سردار عبدالقیوم صاحب کو مفتی صاحب کے پاس بھیجا کہ وہ اپنا استعفیٰ واپس لے لیں لیکن مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہمارا ایک پارٹی سے معاہدہ تھا جب اس جماعت کی دوسرے صوبے میں حکومت ختم کردی گئی تو میں اسلام کے اصول معاہدہ کے تحت کسی طور بھی اس منصب کا سزاوار نہیں۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں اتنے بڑے منصب کو ایک لمحہ میں چھوڑ دینے کی یہ پہلی بے غرضانہ مثال ہے۔ ۱۹۷۷ء میں ان کی جرات و استقامت کو قوم کا بچہ بچہ پی این اے کی تحریک کی قیادت کے طور پر دیکھ چکا ہے۔ وہ شوگر کے مریض تھے اور ان کا پاؤں بھی زخمی تھا، لیکن کسی جلسے، جلوس اور مظاہرے سے انہوں نے ان عوارض کی بناء پر اجازت نہیں لی کیونکہ وہ رخصت پر نہیں بلکہ عزیمت پر عمل کرنے والے تھے۔ اس کے بعد سہ بالہ ریسٹ ہاؤس سے ہری پور جیل تک ان کی شجاعت و ہمت کی داستان رقم ہے۔ یہاں تک جنرل ضیاء الحق مرحوم کے مارشل لاء سے بھی وہ خوفزدہ نہیں ہوئے۔

○

بقیہ : ختم نبوت کانفرنس

کی گئی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں واصل جہنم کیا گیا بعدازاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا یہی حشر ہوا اور انگریز کے دور تک جس کسی نے جہاں کہیں بھی نبوت کا دعویٰ کیا اس کو جہنم رسید کیا گیا امت مسلمہ نے اس کو معاف نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ بہت سے جھوٹے نبی آئے مگر آج دنیا میں ان کے ماننے والوں میں سے کسی کا کوئی وجود نہیں ہے۔

انہوں نے کہا ہم دیار غیر میں رہنے والے غیرت ایمانی کا ثبوت دیں اور جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد کے ماننے والوں سے مکمل بائیکاٹ کریں۔ پونے دس بجے عشاء کی نماز ہوئی بعدازاں اسلامی تحریک کی طرف سے عشائیہ دیا گیا۔ ۱۱ بجے آپ کے سوالات اور علماء کرام کے جوابات کے زیر عنوان خصوصی محفل سوال و جواب منعقد ہوئی۔ جو کافی دلچسپ تھی۔

○

برلن (جرمنی) میں پہلی دو روزہ عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

حافظ افضال اختر' فرینک فرٹ

جب سے قادیانی سیاسی پناہ کی بنیاد پر جرمنی پہنچنا شروع ہوئے ہیں اسی روز سے تمام مسلمانوں میں سخت تشویش پائی جاتی ہے اس سلسلے میں جب یہاں امام بن کر حضرت مولانا قاری مشتاق الرحمن تشریف لائے تو باقاعدہ کام شروع ہوا' چنانچہ ۲۷ جولائی ۱۹۹۷ء کو جامع مسجد توحید آفن باخ میں تیسری عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جو نہایت کامیاب رہی تھی اور اس میں پورے جرمنی سے مسلمانوں نے شرکت کی تھی' ایک بڑا وفد برلن سے بھی شرکت کے لئے پہنچا تھا جس کی قیادت جناب عبدالرزاق اور حافظ فداء الرحمن صاحب کررہے تھے۔ کانفرنس کے اختتام پر فیصلہ ہوا کہ برلن میں بھی ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائے۔ چنانچہ طے پایا گیا کہ دسمبر میں کانفرنس ہوگی تاریخوں کا تعین بعد میں کیا جائے گا۔

چنانچہ دسمبر میں احباب اسلامی تحریک برلن نے میٹنگ کی کہ کانفرنس کا انعقاد کرسمس کی تعطیلات ۲۶٬۲۵ دسمبر کو کیا جائے اور اس میں طے پایا گیا کہ برطانیہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا منظور احمد الحسینی اور تحریک کشمیر کے مولانا منور حسین مشہدی کو دعوت دی جائے اور جرمنی سے مولانا مشتاق الرحمن صاحب اور ظفر اقبال صاحب کو بلایا جائے اشتہارات شائع کرکے تقسیم کردیئے گئے اور کانفرنس کے کامیاب کرنے کے لئے ڈیوٹیاں تقسیم کردی گئیں۔

چنانچہ مقررہ تاریخ کو جامع مسجد نور برلن میں ۱۲ بجے کانفرنس میں شرکت کے لئے مسلمان پہنچنا شروع ہوگئے یہ شہر کی بڑی مساجد میں سے ایک ہے حاضرین کی تعداد دیدنی تھی مستورات کے لئے پردے کا معقول انتظام تھا رات کو قیام و طعام کا بندوبست بھی تھا۔ کیونکہ کانفرنس دو روزہ تھی اس لئے اس کی چار نشستیں ہوئیں پہلی نشست کا آغاز ۲۵ دسمبر جمعرات کو ۲ بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا بعدازاں ملک اظہر حسین نے نعت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی' افتتاحی کلمات کانفرنس کے چیف آرگنائزر جناب عبدالرزاق نے پیش کئے۔ بعدازاں ۲ بجکر ۳۵ منٹ پر مولانا منور حسین مشہدی امیر تحریک کشمیر یو کے (برمنگھم) کو دعوت خطاب دی گئی انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کے حوالے سے یہ کانفرنس بڑی اہم ہے اس میں شرکت باعث برکت اور باعث نجات ہے انہوں نے کہا کہ اسلام میں جہاد کا بڑا مقام ہے اور یہ ایک مستقل عظیم الشان عبادت ہے جو قیامت تک جاری رہے گی مگر مرزا قادیانی نے کہا کہ میں نے جہاد کو منسوخ کردیا ہے انہوں نے کہا کہ تمام کشمیری مسلمان جو آج تک مظلوما" مارے گئے ہیں ان سب کا خون قادیانیوں کے سر ہے کیونکہ انہی کی گہری سازشوں کی وجہ سے مسلمانوں کو آج تک آزادی نہیں ملی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ٹولہ شیطانی اور طاغوتی طاقتوں کا آلہ کار ہے اس لئے ان کا طاغوتی طاقتوں کے ساتھ گہرا رابطہ ہے۔ مرزا قادیانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کیا جو سراسر کفر ہے انبیاء علیہم السلام کی توہین کی خصوصا" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف ایسی بدزبانی کی ہے جو قادیانیوں کے لئے باعث ننگ ہے۔

۴ بجے شام نماز مغرب پڑھی گئی بعدازاں چائے کا وقفہ دیا گیا ٹھیک ۵ بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا تلاوت کلام پاک کے بعد جناب ظفر اقبال صاحب نے خطاب کیا جو ۶ بجے تک جاری رہا۔ انہوں نے کہا کفر ایک مرتبہ پھر اسلام کا لباس پہن کر بغل میں دو دھاری چھری لیکر اسلام پر حملہ کررہا ہے قادیانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی وہ باغیان اسلام سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھیں ان سے کسی قسم کا تعلق بھی مسلمان کو جہنم لے جانے کا باعث بنے گا۔ اس اجلاس کے دوسرے مقرر حضرت مولانا قاری مشتاق الرحمن امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جرمنی و خطیب جامع مسجد توحید آفن باخ تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں تمام اراکین اسلامی تحریک برلن کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلے میں شہر برلن میں اس کام کی ابتداء کی اور دو روزہ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا نظم بنایا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام جیسا مکمل ابدی قانون عطا فرمایا اس میں قیامت تک کی انسانیت کے لئے تمام اصول بیان کردیئے گئے

ہیں اور خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نبی اور رسول مرحمت فرمایا اب تکمیل دین کے بعد ہمیں کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ کی تشریف آوری کے بعد قیامت تک نبوت کا دروازہ بند ہے جو دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ انہوں نے کہا ایمان کی دولت سب سے بڑی نعمت ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس کی قدر کریں انہوں نے کہا جو لوگ قادیانی بن جاتے ہیں وہ اس رحمت دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتے ہیں ان کے سابقہ اعمال ضائع ہوجاتے ہیں اور بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے۔ انہوں نے کہا علماء کرام کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ شریعت کا حکم لوگوں کو بتائیں اور شریعت کا حکم ظاہر پر لگتا ہے۔ انہوں نے کہا ایمان کا دوسرا نام غیرت ہے غیرت ایمانی کا تقاضہ یہ ہے کہ قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ مولانا کا بیان ۶ بجے شروع ہوا جو ۷ بجے تک جاری رہا۔ ۷ بجے چائے کا وقفہ دیا گیا۔ سوا سات بجے اس کانفرنس کا تیسرا اجلاس ہوا تلاوت کلام پاک اور نعت شریف کے بعد ۸ چھوٹی بچیوں نے رمضان کی آمد کی خوشی میں مل کر رمضان کو مرحبا کہا اور رمضان کی شان میں عربی میں نظم پڑھی۔ جو تمام حاضرین نے خوب پسند کی کہ باوجود زبان کے نہ جاننے کے عربی میں استقبالیہ رمضان پیش کرکے حق ادا کردیا۔ پورے آٹھ بجے مولانا منظور احمد الحسینی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بیان شروع کیا جو تو بجکر ۲۰ منٹ پر ختم ہوا انہوں نے قادیانیوں سے بائیکاٹ کے مسئلہ پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے صلح حدیبیہ کی مدینہ منورہ کے یہودیوں سے معاہدہ کیا وفد نجران عیسائیوں سے صلح کا معاہدہ ہوا مگر اسود عنسی جھوٹے مدعی نبوت سے کسی قسم کی کوئی صلح نہیں

باقی صفحہ ۲۱ پر

روزہ اور عید کا فلسفہ

مولانا تاج محمودؒ کی ایک یادگار تحریر

رمضان المبارک کی برکتوں اور رحمتوں سے بے شمار خوش نصیب لوگوں نے اپنی دنیا و عاقبت سنوارلی ہے۔ اس عظیم محنت اور قربانی کے ختم ہوتے ہی وہ روحانی مسرتوں سے بھری ہوئی عیدالفطر منانے کی تیاریوں میں ہیں۔ گویا رمضان المبارک کے روزوں میں جہاں اور ہزاروں مصلحتیں ہیں وہاں اسکا ایک یہ فلسفہ بھی ہے کہ ایک مسلمان اللہ کی اس سنت کا عملی تجربہ اور مشاہدہ حاصل کرے کہ **ان مع العسر یسرا**" بے شک قانون قدرت یہ ہے کہ تکلیف کے ساتھ آسانی وابستہ کردی گئی ہے۔ دنیا کی زندگی کو اللہ اور اس کے سچے رسول کے احکام کی پابندی میں گزارنا اور احکام الٰہی کی تعمیل اور سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں جو محنت مشقت برداشت کرنا پڑے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر لذات نفسانی سے بچنا ہی دراصل اگلی زندگی کی زیب و زینت ہیں۔ **واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس من الھوی فان الجنتہ ھی الماوی** جو قیامت کے روز اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے تصور اور یقین سے ڈرتا رہا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکتا رہا۔ یقیناً" اس کا آخری مقام جنت ہوگا۔

اگر رمضان المبارک نے ہم میں یہ جذبہ پیدا نہیں کیا تو گویا ہم نے بھوک و پیاس ضرور برداشت کی ہے' لیکن روزہ سے جو درس اور سبق ہمیں حاصل کرنا تھا وہ نہیں کیا ہے۔

اس کے برعکس جن لوگوں نے رمضان المبارک کا سرے سے احترام ہی نہیں کیا۔ روزے ہی نہیں رکھے۔ اگرچہ وہ بھی عمدہ لباس پہن کر عید منارہے ہیں' لیکن ایک اندرونی حسرت افسوس اور شرمندگی ان کے دلوں میں موجود ہوگی۔ یہی مثال ان لوگوں کی ہے جو زندگی بھر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی رہیں گے خواہشات نفسانی کے پیچھے پڑے رہیں گے قیامت کے دن رسوائی اور ذلت کا شکار ہوں گے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی اصلاح کی توفیق بخشے۔ شیطان اور نفس کے شر سے محفوظ رکھے شریعت مقدسہ اور کتاب و سنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق ارزاں فرمائے' تاکہ اس محنت کے بعد اگلی زندگی خوشی اور کامیابی کی نصیب ہو۔ (آمین)

اخبارِ ختم نبوّت

سالانہ رد قادیانیت وعیسائیت کورس

صدیق آباد (ربوہ)

خصوصی رپورٹ (نمائندہ ختم نبوت) فتنہ قادیانیت کے خلاف جماعتی سطح پر سب سے پہلے شیخ الاسلام محدث عصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے حکم پر حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مجلس احرار اسلام ہند کے تحت کام شروع کیا۔ مجلس احرار اسلام ہند کا شعبہ تبلیغ قادیان میں قائم کیا گیا۔ فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات' ماسٹر تاج الدین انصاری' مولانا عنایت اللہ چشتی اور ان کے گرامی قدر رفقاء نے قادیان میں مثالی طور پر تبلیغی خدمات سرانجام دیں۔ قادیان میں رد قادیانیت پر ریفریشر کورسز کا اہتمام کیا گیا اور علماء کرام کی مناظرین اسلام کی ایک بہت بڑی جماعت قادیانیت کے خلاف تیار ہوگئی۔

ملک عزیز پاکستان کے قائم ہوتے ہی حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری' مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی' مولانا محمد علی جالندھری' مولانا لال حسین اختر' مولانا محمد حیات' مولانا تاج محمود' مولانا محمد شریف جالندھری' مولانا محمد شرف بہاولپوری' مولانا عبدالرحمان میانوی' مولانا قاری لطف اللہ شہید' مولانا شیخ احمد بورے والا' مولانا نذیر حسین پنوعاقل اور دوسرے حضرات نے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی داغ بیل ڈالی' ملتان میں مولانا محمد حیات کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین کا استاد مقرر کیا گیا۔ مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا محمد لقمان' مولانا قائم الدین' مولانا بشیر احمد' مولانا غلام محمد' مولانا قاضی عبداللطیف' مولانا غلام مصطفیٰ اور دیگر حضرات کی پہلی جماعت نے مناظرین اسلام کی پاکستان میں مولانا محمد حیات سے مناظرانہ تربیت حاصل کی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام درالمبلغین کی ایک کلاس چنیوٹ میں ربوہ کے مقابل شروع کی گئی۔ مناظر اسلام قاطع قادیانیت مولانا لال حسین اختر اس کے استاد مقرر ہوئے اور آپ سے بارہ علماء کرام کی جماعت نے مناظرہ پڑھا اس میں مولانا عبداللطیف مانسہرو' مولانا فضل الرحمان احرار سلانوالی' مولانا جمال اللہ الحسینی پنوعاقل' مولانا ضیاء الدین آزا مومنوں کانجن خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دفتر مرکزیہ میں سال میں متعدد بار تین ماہ کا کورس رد قادیانیت پر کرایا جاتا رہا۔ مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر' مولانا محمد حیات فاتح قادیان ان جماعتوں کی مناظرانہ تربیت کرتے رہے۔ اس وقت دنیا بھر میں رد قادیانیت پر کام کرنے والے اکثر و بیشتر براہ راست مجلس تحفظ ختم نبوت کے تربیت یافتہ ہیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' حضرت مولانا بشیر احمد الحسینی' مولانا منظور احمد چنیوٹی' مولانا جمال اللہ الحسینی' مولانا خدا بخش' مولانا محمد اسماعیل' مولانا محمد فیروز خان ڈسکوی اور ان جیسے ہزاروں علماء کرام نے مجلس کے دارالمبلغین کے اساتذہ سے فیض حاصل کیا۔

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری' شیخ الاسلام مولانا محمد عبداللہ درخواستی' شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کے ہاں دورہ تفسیر کے موقع پر ہزاروں علماء کرام کو مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر اور مولانا محمد حیات نے قادیانیت کے خلاف تیاری کرائی اور بحمدہ تعالیٰ اب تک مختلف انداز میں یہ سلسلہ جاری ہے۔ اللہ رب العزت اسے تاقیام قیامت اخلاص سے جاری و ساری رکھنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

قادیانیوں کو پاکستان میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ دسمبر ۱۹۷۴ء کے آخری دنوں میں ہی ربوہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے اپنی تبلیغی مساعی کا آغاز کردیا تھا۔ حضرت مولانا تاج محمود اور حضرت مولانا محمد شریف جالندھری کی محنتوں و کاوشوں سے ۱۹۷۶ء میں مسلم کالونی ربوہ میں مسجد و مدرسہ کے لئے دو کنال اراضی کا پلاٹ حاصل ہوا۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کے حکم

پر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ نے مسجد و مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۹۸۲ء سے سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ سے ربوہ میں منتقل کردی گئی' جو بغیر کسی وقفہ کے ہر سال وہاں پر اکتوبر میں منعقد ہوتی ہے۔ آج سے تین سال قبل مجلس تحفظ ختم نبوت کی جنرل کونسل نے مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ) میں مجلس کے مرکزی دارالمبلغین کی سالانہ رد قادیانیت کلاس جاری کرنے کی منظوری دی۔ تب سے ہر سال شعبان المعظم میں مدارس عربیہ کی سالانہ چھٹیوں کے موقع پر مسلم کالونی صدیق آباد میں رد قادیانیت و رد عیسائیت کورس کا اہتمام ہوتا ہے۔

اس سال دس شعبان سے ستائیس شعبان تک کورس کا اہتمام کیا گیا۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' حضرت مولانا محمد امین صفدر' حضرت مولانا بشیر احمد الحسینی' حضرت مولانا عبداللطیف مسعود' مولانا خدا بخش' مولانا جمال اللہ الحسینی' حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمان' صاحبزادہ طارق محمود' مکرم جناب محمد متین خالد' مکرم الحاج اشتیاق احمد' حضرت مولانا زاہد الراشدی اور حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے لیکچر دیئے۔ قادیانیت و عیسائیت کے تمام پہلوؤں پر محاکمہ کیا گیا۔ ۲۷ شعبان کو آخری لیکچر حضرت مولانا عزیز الرحمان جالندھری نے دیا۔

ہر سال کی طرح اس سال بھی الحمدللہ ایک سو سے زائد علماء' خطباء' پروفیسر اور کالجز و دینی مدارس کے طلباء نے شریک ہو کر مناظرانہ تربیت حاصل کی۔ ۲۶ شعبان جمعہ کو صبح آٹھ بجے سے بارہ بجے تک شرکاء کا تحریری امتحان ہوا۔ ہمیشہ کی طرح ایبٹ آباد مجلس کے روح رواں جناب ساجد اعوان نے پرچہ تحریر کیا۔ سیالکوٹ کے پروفیسر جناب شجاع علی مجاہد' رانا محمد طفیل ملتان' جناب محمد یاسر خٹک مانسہرہ نے امتحان کی نگرانی کی۔ ایک سو ایک کی جماعت میں سے سات ساتھی امتحان میں شریک نہ ہو سکے تین ضروری تقاضہ سے رخصت لیکر چلے گئے چار کو کثرت غیر حاضری کی وجہ سے خارج کردیا گیا۔ ۹۴ حضرات نے امتحان میں شرکت کی' تین امتحان پاس نہ کر سکے۔ دو کو رعایتی پاس کیا گیا ۸۸ حضرات نے بہترین پرچے حل کئے اور مثالی کامیابی حاصل کی۔

رول نمبر ۳۸ جناب اعجاز احمد مانسہرہ نے اول پوزیشن' رول نمبر ۲۳ جناب ذوالفقار علی فاروقی نے دوم پوزیشن' رول نمبر ۵ جناب امیر نواز ڈیرہ اسماعیل خان نے سوم پوزیشن حاصل کی۔

۲۷ شعبان ہفتہ کے دن ظہر کے بعد تقریب تقسیم انعامات و تقسیم اسناد مجلس منعقد ہوئی۔ حضرت امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ' مولانا عزیز الرحمان جالندھری' صاحبزادہ حافظ محمد عابد' مولانا محمد یعقوب جناب چوہدری سرفراز احمد' مولانا غلام مصطفیٰ نے اپنے ہاتھوں کتب و اسناد کامیاب شرکاء کو دیں' علاقہ کے مسلمانوں' پریس نمائندگان' مدرسہ ختم نبوت کے مدرسین و طلباء کی شرکت نے اس مجلس کو بہت ہی پر رونق بنادیا۔ مکرم احمد بخش چشتی نے نعتیہ کلام پیش کیا اور مدرسہ کے ننھے طالب علم سعید الرحمان نے تلاوت کی۔ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم ہفتہ کے دن گیارہ بجے تشریف لائے رات کا قیام بھی آپ نے اپنے مرکز میں قبول فرمایا۔ جماعتوں کی امامت فرمائی' شرکائے کورس کو اپنی مقدس دعاؤں سے رخصت کیا الحمدللہ اولا" و آخرا

ذیل میں شرکائے کورس کی فہرست ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ محمد اجمل (شیخوپورہ)' ۲۔ سیف اللہ (لکی مروت)' ۳۔ مختار احمد (مظفر آباد)' ۴۔ اکبر علی (وہاڑی)' ۵۔ امیر نواز (ڈیرہ اسماعیل خان)' ۶۔ محمد زاہد (بہاولنگر)' ۷۔ شفاء اللہ (بھکر)' ۸۔ محمد الیاس (ایبٹ آباد)' ۹۔ ناصر محمود (کراچی)' ۱۰۔ فخر القرنین (میانوالی)' ۱۱۔ محمد شوکت (مانسہرہ)' ۱۲۔ محمد فہد عرفان (راجن پور)' ۱۳۔ عبدالرحمان (کرک)' ۱۴۔ محمد اسلم (کرک)' ۱۵۔ معراج الدین (اورالائی)' ۱۶۔ صوفی نذیر احمد (فیصل آباد)' ۱۷۔ عبدالرزاق (ڈی آئی خان)' ۱۸۔ حافظ عماد الدین (ڈی آئی خان)' ۱۹۔ طاہر بشیر (پونچھ)' ۲۰۔ عبدالمنان (قصور)' ۲۱۔ محمد نواز (سیالکوٹ)' ۲۲۔ محمد اقبال (مظفر آباد)' ۲۳۔ ذوالفقار علی فاروقی (چکوال)' ۲۴۔ اختر حسین (مظفر آباد)' ۲۵۔ عبدالمالک (کوئٹہ)' ۲۶۔ بصیر احمد چشتی (پاک پتن)' ۲۷۔ حبیب احمد صدیقی (جھنگ صدر)' ۲۸۔ زاہد اقبال (میانوالی)' ۲۹۔ محمد اشرف (میانوالی)' ۳۰۔ سلطان حبیب (منڈی بہاؤالدین)' ۳۱۔ محمد افضل سلہری (سیالکوٹ)' ۳۲۔ محمد اشرف (مانسہرہ)' ۳۳۔ عبدالمالک (اٹک)' ۳۴۔ عبدالقادر جیلانی (چکوال)' ۳۵۔ محمد ابوبکر صدیق (ملتان)' ۳۶۔ صغیر احمد عدیل (مانسہرہ)' ۳۷۔ سید بلال حسین شاہ (مانسہرہ)' ۳۸۔ احمد اعجاز (مانسہرہ)' ۳۹۔ محمد عبدالمالک لقمان (مانسہرہ)' ۴۰۔ عقیل احمد (راولپنڈی)' ۴۱۔ اسد اقبال سعد (صوابی)' ۴۲۔ نفیس الدین آزاد (فیصل آباد)' ۴۳۔ محمد عبداللہ (جھنگ)' ۴۴۔ شہباز علی (لاہور)' ۴۵۔ سید عبدالاحد (کراچی)' ۴۶۔ نذیر احمد (فیصل آباد)' ۴۷۔ سیف الرحمان (سرگودھا)' ۴۸۔ محمد صدیق (گوجرانوالہ)' ۴۹۔ محمد اکبر (جھنگ صدر)' ۵۰۔ محمد زبیر ساجد (شیخوپورہ)' ۵۱۔ لیاقت علی (اوکاڑہ)' ۵۲۔ محمد اطہر (خانیوال)' ۵۳۔ محمد حفیظ حسن (خانیوال)' ۵۴۔ زبیر احمد (خانیوال)' ۵۵۔ محمد اجمل (خانیوال)' ۵۶۔ محمد شاہد راجہ (ساہیوال)' ۵۷۔ محمد یعقوب (ملتان)' ۵۸۔ جاوید اقبال (ملتان)' ۵۹۔ فیاض احمد (لودھراں)' ۶۰۔ احمد عثمان (ٹوبہ ٹیک سنگھ)' ۶۱۔ محمد یوسف (شیخوپورہ)' ۶۲۔ محمد عبدالمنان حلیمی (ٹوبہ ٹیک سنگھ)' ۶۳۔ کامران عابد (حافظ آباد)' ۶۴۔ محمد سلیم حنفی (سرگودھا)' ۶۵۔ اسد عباس صدیقی (سرگودھا)' ۶۶۔ خان محمد (لاڑکانہ)' ۶۷۔ ضیاء اللہ (جھنگ)' ۶۸۔ غلام نبی کھنڈلہ (مانسہرہ)' ۶۹۔ محمد اشرف علی (فیصل آباد)' ۷۰۔ محمد حسین حیدری (سرگودھا)' ۷۱۔ محمد احسن ندیم (سرگودھا)' ۷۲۔ محمد شفیق (گوجرانوالہ)' ۷۳۔ محمد اشفاق (ٹوبہ ٹیک سنگھ)' ۷۴۔ عبدالخالق (ڈی جی خان)' ۷۵۔ آصف سلطان (جھنگ)' ۷۶۔ غلام حسین (اوکاڑہ)' ۷۷۔ قاری عبدالجلیل (خوشاب)' ۷۸۔ محمد عرفان (فیصل آباد)' ۷۹۔ محمد عارف (

بہاولنگر)، ۸۰- محمود احمد (اوکاڑہ)، ۸۱- محمد عتیق الرحمان (شیخوپورہ)، ۸۲- ارشاد احمد (مظفر گڑھ)، ۸۳- ولی محمد (مظفر گڑھ)، ۸۴- محمد ابراہیم (گوجرانوالہ)، ۸۵- محمد رمضان (وہاڑی)، ۸۶- عمادالدین (چترال)، ۸۷- محمد رمضان (سرگودھا)، ۸۸- احسان اللہ (جھنگ)، ۸۹- محمد یوسف (ٹانک)، ۹۰- بلال احمد خان (جھنگ)، ۹۱- شاہد عمران فاروقی (سرگودھا)، ۹۲- محمد منشاء صدیقی (جھنگ)، ۹۳- محمد یوسف (رحیم یار خان)، ۹۴- شاہد سرفراز (ملتان)، ۹۵- عبدالرزاق معاویہ (لیہ)، ۹۶- محبوب احمد (جھنگ)، ۹۷- محمد رمضان (خوشاب)، ۹۸- غلام محمد (سرگودھا)، ۹۹- جہانگیر خان (مانسہرہ)، ۱۰۰- ناصر محمود (مانسہرہ)، ۱۰۱- محمد یاسر (مانسہرہ)

○

قادیانی جہاں بھی جائیں مجلس ان کا پیچھا کرتی رہے گی (مولانا نذیر احمد تونسوی)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد نے مولانا نذیر احمد تونسوی صاحب کی قیادت میں آٹو پارٹس پلازہ (ایم اے جناح روڈ کراچی) کا دورہ کیا اور نماز ظہر پلازہ کی جامع مسجد النور میں ادا کی۔ نماز ظہر سے فراغت پر مولانا نے مختصر سا درس فتنہ قادیانیت پر دیا۔ جس میں انہوں نے فرمایا کہ قادیانیوں نے امت مسلمہ کے ایک ایسے مسئلہ پر ڈاکہ ڈالنے کی ناپاک کوشش کی جو قرآن کریم کی ایک سو سے زائد آیات اور دو سو سے زائد احادیث سے ثابت ہے اور جس پر امت نے خلافت صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے پہلا اجماع کیا تھا، اور جس کی حفاظت کے لئے سات سو حفاظ صحابہ کرامؓ نے بیک وقت جان کا نذرانہ پیش کیا اور صحابہ کرامؓ کے بعد بھی امت اس اہم مسئلہ پر ہمیشہ حساس رہی، اور اس کی حفاظت کرتی رہی اور قربانیاں دیتی رہی، حتیٰ کہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ جتنی قربانی امت نے مسئلہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے دی ہے اتنی اور کسی مسئلہ میں نہیں دی۔ برصغیر کے حوالے سے بات چیت کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ جب انگریز یہاں تاجر کے روپ میں آیا اور اقتدار پر قبضہ کیا تو اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے جہاں اس نے اور بہت کچھ کیا وہاں ۱۵ روپے ماہانہ تنخواہ پر کلرکی کرنے والے غلام احمد قادیانی کو نبوت کے عظیم منصب پر بٹھادیا اور اس شخص نے اپنے آپ کو نبی کہنا شروع کردیا۔ اور نہ ماننے والوں کو کافر اور کنجریوں کی اولاد کہا۔ جب یہ آواز اس امت کے کانوں میں پڑی جس نے بہت کچھ برداشت کرنے کے باوجود کسی کو اپنے قول یا فعل سے ختم نبوت پر کچھ کرنے کی بھی اجازت نہ دی اور جس نے جرات کی تو یہ اپنا جان مال لیکر مقابل آگئی کے جذبات نے انگڑائی لی اور اپنے علماء کی طرف دیکھنے لگی۔ یہی وہ زمانہ تھا کہ امت کی توقعات پر پورا اترنے اور ان کی رہنمائی کا فریضہ انجام دینے والے علماء کرام کی کثیر تعداد نے جو تقریباً ”۵۰۰ علماء کرام پر مشتمل تھی نے علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے حکم پر حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی جس میں بین الاقوامی اسلامک یونیورسٹی کے بانی حضرت بنوریؒ کا تیرا یا پانچواں نمبر تھا۔ مولانا نے فرمایا کہ علماء کرام کی اتنی بڑی جماعت نے امت مسلمہ کے اجماعی مسئلہ، مسئلہ ختم نبوت کی حفاظت اور فتنہ قادیانیت کو نیست و نابود کرنے کے لئے میدان میں چھلانگ لگائی تو وہ امت جس نے ختم نبوت کے لئے کسی قربانی سے بھی دریغ نہ کیا تھا اپنے علماء کے شانہ بشانہ تھی اور اپنے علماء کرام کے ساتھ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے قربانی دیتی رہی۔ حتیٰ کہ ۱۹۵۳ء میں دس ہزار سے زائد مسلمانوں نے جان کا نذرانہ پیش کیا۔ قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۷۴ء میں مفتی محمودؒ کی سربراہی میں قانونی طور پر اسمبلی میں مسئلہ حل ہوا۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس کا اجراء ہوا جس کی رو سے قادیانی اپنے ناپاک عقائد کی تبلیغ نہیں کرسکتے۔ مگر ۱۹۹۸ء آیا تو ساتھ یہ خبر لایا کہ ذرائع ابلاغ پر قادیانیوں کا کنٹرول ہے اور یہ اپنے باطل عقائد کی تبلیغ کررہے ہیں اور ہر قادیانی کی آمدنی کا دس فیصد حصہ اس پر خرچ ہوتا ہے اور قادیانی کئی بہانوں سے ہماری نوجوان نسل اور غریبوں کی گمراہ کررہے ہیں۔ ایسے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے اور امت مسلمہ کی رہنمائی کا فریضہ ادا کرتے ہوئے اپنا کام تیز سے تیز تر کردیا ہے۔

الحمدللہ اس وقت مجلس کے تحت ۵۰ دفاتر کام کررہے ہیں، اور ۵۰ سے زائد مبلغ دن رات رد قادیانیت پر کام کررہے ہیں جبکہ صحافتی میدان میں ہفت روزہ ”ختم نبوۃ“ کراچی اور ماہنامہ ”لولاک“ ملتان بھی اپنی سرگرمیاں جاری رکھتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو زیر کرنے میں مصروف ہے۔ مرزا طاہر لندن گیا تو مجلس نے بھی لندن میں دفتر لیکر کام شروع کردیا۔ آخر میں مولانا نے مجلس کے اس عہد کو دوہرایا کہ قادیانی جہاں بھی جائیں گے مجلس انشاء اللہ وہاں ان کا پیچھا کرتی رہے گی۔ مولانا کی گفتگو لوگوں نے بڑے غور سے سنی۔ واضح رہے کہ سامعین النور چیمبر کے سیکریٹری جنرل آفاق احمد پاپیڈا کے رکن شیخ عبدالمالک اور ممتاز تاجر ایم ظہیر اور جناب ایم وسیم بھی موجود تھے۔ بعدازاں مولانا نے چیمبر آف کامرس کراچی کے رکن ایس ایم اسلام سے بھی ملاقات کی جو کہ خوشگوار ماحول میں ہوئی اس موقع پر جے یو آئی کے مولانا محمد یوسف خطیب جامع مسجد النور، مولانا محمد شعیب بھی موجود تھے۔

بقیہ : قبول اسلام

پھیلا ہے یا یہ کہ اسلام میں تشدد اور سختیاں ہیں۔ بھلا یہ بتائیں کہ احمد صاحب کو کس نے اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا اور کس تلوار کی زور پر وہ پختہ مسلمان ہیں۔ آج کل یورپ اور امریکہ میں ہزاروں آدمی مسلمان ہورہے ہیں آخر ان لوگوں کو کس نے مجبور کیا کہ یہودیت اور عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کریں آخر میں ایک ہی بات کہی جاسکتی ہے کہ اسلام کی حقانیت سچائی معقولیت اور اخلاق مندی نے ان کے دلوں کو موہ لیا اور وہ لوگ خوشی سے اس کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔

حقیقت خود منوالیتی ہے مانی نہیں جاتی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

بسمل شاہ رحمتہ اللہ علیہ

مدینے دے راہی کرو خیرخواہی ایں سکدی کوں سنگت رلائی جلوہا

ایں کرماں دی ماری' نکاری' دکھاری' بچاری تے احسان لائی جلوہا

تہاڈی سونہ سنجاݨوں اے تے عملیں دی ماݨا اے
پلے گنڈھ سمل ہے تے چڑھی کماݨا اے
میں بدعملی کملی پھراں اوجھو ماݨا اے
تے سیت سنجڑی جگائی جلوہا

جنڈری لباں تے طبیعت علیلے
مدینے جلن دی وی پکی دلیلے
نہ زاد سفر ہے نہ بیا کوئی وسیلے
ایں ننڑی دی ہمت بدھائی جلوہا

غلامیاں کریا تے منتاں منیساں
پیریں پندھ کریساں تے نہ تکلیف ڈیساں
ڈکھا ہے مدینے توڑیں بجدی ویساں
سواریاں تے اگوں دھر کائی جلوہا

پہنچا توڑیں پا نڑیں ہے پچھلے کیارے
سنڑ دے جلاہے مگر کھل ٹھکارے
سر تے ہنیں او بڑے بھار بھارے
نہ کہیں کوں اکھیساں چوائی جلوہا

ونجن باجھ بسمل نی چلڑاں گزارا
نہیں ہاں تے پوندا اے وطن پیارا
ڈیہاں راتیں اتہاں اندھارا اندھارا
میڈی جند عذابوں چھڑائی جلوہا

مدینے دے راہی کرو خیر خواہی
ایں سکدی کوں سنگت رلائی جلوہا

(مرسلہ: خلیفہ حافظ غلام قاسم کھوکھر دھورہ سوہن ڈی آئی خان)

REGD. NO. SS-160

مسئلہ رفع ونزول مسیح علیہ السلام

ازقلم : مولانا عبداللطیف مسعود

- سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، رفع ونزول کا قرآن وسنت سے اثبات
- بے شمار تفسیریں، لغوی اور دیگر علمی کتب کے سینکڑوں اقتباسات وحوالہ کا مرقع
- قادیانی مرتد قاضی نذیر کی تعلیمی پاکٹ کے حصہ "حیات مسیح" کا مکمل ومدلل اور مسکت جواب
- حیات عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ملحدین ومنکرین کے تمام اشکالات ومغالطہ جات کا مکمل رد
- کتاب کے دو حصے ہیں، پہلا حصہ ۴۰۸ صفحات پر مشتمل ہے جو قادیانی مرتد قاضی نذیر کی کتاب کے جواب پر مشتمل ہے۔
  دوسرا حصہ جو ۱۸۴ صفحات پر مشتمل ہے یہ مرتد اعظم مرزا قادیانی کی کتاب ازالہ اوہام میں پیش کردہ تمیں آیات کی تحریف کے رد پر شامل ہے۔
- حصہ اول ودوم پانچ سو بانوے صفحات پر مشتمل یکجا مجلد کتابی شکل میں پیش کردیئے گئے ہیں۔
- چہار رنگ کا خوبصورت ٹائٹل
- عمدہ واعلیٰ سفید کاغذ
- کمپیوٹرائزڈ کتابت
- اعلیٰ وعمدہ نفیس جلد
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی روایات ہیں کہ وہ اپنی کتابوں کو لاگت پر سستے داموں پیش کرتی ہے، مقصود تبلیغ ہے نہ کہ تجارت!
- یہ کتاب بھی اپنی روایات کی حامل ہے، تمام تر خوبیوں کے باوجود تقریباً" چھ سو صفحات کی کتاب کی قیمت صرف ۱۲۰ روپے ہے۔
- کتاب وی پی نہ ہوگی، رقم کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے۔
- تمام مقامی دفاتر سے بھی مل سکتی ہے

ملنے کا پتہ : **ناظم دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت**

حضوری باغ روڈ ملتان، فون نمبر 514122